THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Friday, October 28, 2011
(74th Session)
Volume Vol.VII, No. 03
(Nos.03)

CONTENTS

Pages

1. Recitation from the Holy Quran…………………… 1
2. Question Hour……………………………………..
3. Leave of Absence………………………………….
4. Presentation of reports of the Privilege Committee…………………………….……….
5. Legislative Business:
   - Passage of the Carriage by Air Bill, 2011………………………………………..
6. Call Attention Notice by Senator Muhammad Azam Khan Swati……………………………………………
7. Point of order…………………………………………

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume-VII No.03 SP.VII(03)/2011 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Friday, October 28, 2011

The Senate of Pakistan met in the National Assembly Hall (Parliament House) Islamabad, at twenty eight minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Farooq Hamid Naek) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ۔

لُعِنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِنۢ بَنِىٓ إِسۡرَٰٓءِيلَ عَلَىٰ لِسَانِ دَاوُۥدَ وَعِيسَى ٱبۡنِ مَرۡيَمَۚ
ذَٰلِكَ بِمَا عَصَواْ وَّكَانُواْ يَعۡتَدُونَ (٨) كَانُواْ لَا يَتَنَاهَوۡنَ عَن مُّنكَرٍ فَعَلُوهُۚ
لَبِئۡسَ مَا كَانُواْ يَفۡعَلُونَ (٧٩) تَرَىٰ كَثِيرًا مِّنۡهُمۡ يَتَوَلَّوۡنَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْۚ
لَبِئۡسَ مَا قَدَّمَتۡ لَهُمۡ أَنفُسُهُمۡ أَن سَخِطَ ٱللَّهُ عَلَيۡهِمۡ وَفِى ٱلۡعَذَابِ هُمۡ
خَٰلِدُونَ (٨٠) وَلَوۡ كَانُواْ يُؤۡمِنُونَ بِٱللَّهِ وَٱلنَّبِىِّ وَمَآ أُنزِلَ إِلَيۡهِ مَا ٱتَّخَذُوهُمۡ
أَوۡلِيَآءَ وَلَٰكِنَّ كَثِيرًا مِّنۡهُمۡ فَٰسِقُونَ (٨١)

جو لوگ بنی اسرائیل میں کافر ہوئے ان پر داؤد اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے کہ نافرمانی کرتے تھے اور حد سے تجاوز کیے جاتے تھے۔ (اور) برے کاموں سے جو وہ کرتے تھے ایک دوسرے کو روکتے نہیں تھے۔ بلاشبہ وہ برا کرتے تھے۔ تم ان میں سے بہتوں کو دیکھو گے کہ کافروں سے دوستی رکھتے ہیں۔ انہوں نے جو کچھ آگے بھیجا ہے برا ہے (وہ یہ) کہ اللہ ان سے ناخوش ہوا اور وہ ہمیشہ عذاب میں (مبتلا) رہیں گے۔

اور اگر وہ اللہ پر اور پیغمبر پر اور جو کتاب ان پر نازل ہوئی تھی اس پر یقین رکھتے تو ان لوگوں کو دوست نہ بناتے لیکن ان میں اکثر بد کردار ہیں۔

(سورۃ المآئدہ آیات ۸۷ تا ۸۱)

T02-28OCT11 ZAFAR/Ed.Javaid UR6 1030 AM

جناب چیئرمین: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Questions and Answers

We may now take up questions. Dr. Ismael Buledi Sahib.

Q. No. 74.

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب! PIA کی جو cadre posts ہیں، میرا مطلب ہے کہ جو اوپر کی ہیں، overseas کی ہیں یا یہاں کی ہیں، ان میں بلوچستان کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ میں احمد مختار صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ کم از کم وہ اس کا جائزہ لیں، چاہے overseas کی postings ہے یا یہاں کی ہیں ہمارا جو حق بنتا ہے، وہ ہمیں دے دیں۔ اصغر نامی شخص most senior ہے، اس کو بھی بلوچستان سے نکال کر کھیں اور لگا دیا ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب، آپ اپنی seat پر آجائیں۔ Ministers کی assigned seats ہیں۔ آپ زیدی صاحب کے ساتھ آجائیں۔

چوہدری احمد مختار (وفاقی وزیر دفاع): جناب چیئرمین! شکریہ۔ جناب چیئرمین! یہ بات درست ہے کہ PIA میں backward areas بلوچستان وغیرہ کو میں کہتا ہوں as far as education is concerned. People do not sit in competitive exams and then they are left behind. ہماری کوشش یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کے لیے special standards بنائیں اور اس کے تحت ان کے exams ہوں۔ They will then be at par with the people from

Karachi or Lahore. اس میں صرف مسئلہ quota system at the time of recruitment ہے۔ Once the person is recruited then he has to go according to the case. میرٹ میں ضرور زیادتیاں بھی ہوتی ہوں گی we will check that and try to see کہ کس طرح اس کو بہتر کر سکیں۔

Mr. Chairman: Thank you.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ بلوچستان والے compete نہیں کر سکتے لہذا ان کو نوکری نہیں ملتی۔ وزیر صاحب میں آپ کی خدمت میں عرض کروں کہ آپ کے MD نے مجھے کہا۔۔۔ جناب! میں نے صرف ایک ضلع تربت کی تیس بچیوں کے documents Air Hostess کے لیے دیے لیکن اس ظالم نے ایک بچی کو بھی نہیں رکھا۔ آپ کیا بات کر رہے ہیں، آپ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نالائق ہیں۔ آپ نے ان ہی air hostesses کی posts پر کتنے لوگ لگائے ہیں، بلوچستان سے ایک بھی نہیں لگایا۔ جناب! آپ MD سے پوچھیں، میں نے اس کو تیس بچیوں کے کاغذات دیے ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب۔

چوہدری احمد مختار: میں نے یہ کہا تھا کہ competitive exams میں تھوڑی سی کمی رہ جاتی ہے۔ میرے پاس تو results ہی آتے ہیں اور results جو show کرتے ہیں، اسی base پر I have to form an opinion لیکن ڈاکٹر صاحب، میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ آج کل Air Hostesses کی jobs available ہیں اور میں خود لوگوں کو specially from backward area کہہ رہا ہوں کہ آؤ، بچیوں کے نام اور application forms مجھے دو and I will see how much I can push that name so that the girl is appointed.

جناب چیئرمین: وزیر صاحب، جو بات ڈاکٹر مالک صاحب نے کی ہے، آپ ذرا اس کو دیکھ لیں تاکہ یہ جو شکایت ہے، یہ رفع ہو جائے۔ ڈاکٹر صاحب، please contact the minister and please inform the House also that what has been done with regard to your complaint. ڈاکٹر بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! اگر record دیکھا جائے تو میں نے احمد مختار صاحب کے دور میں یہ سوال دس مرتبہ کیا ہے۔ یہ آسان لفظوں میں کیوں نہیں کہتے کہ Balochistan is not a part of Pakistan. وہ اس floor پر یہ کہیں کہ Balochistan practically پاکستان کا حصہ نہیں ہے۔ یہ کیوں نہیں کہتے؟ یہ ہمت کریں۔ جناب چیئرمین! اگر مجھے بارہ سال میں ایک سوال کا جواب نہیں ملتا کہ 32 GMs میں بلوچستان سے ایک بھی نہیں ہے۔ میں چوتھا بھائی ہوں اور اگر مجھے accommodate کرنے کے لیے وہ ہمیں بیوقوف بنانے کے لیے verbally کہتے ہیں کہ ہم کریں گے۔ یہ مجھے اس House میں بارہ سال سے کہا جا رہا ہے کہ کریں گے، کریں گے۔ یہ ہماری زندگی میں کریں گے کہ ہمارے بعد کریں گے؟ جناب چیئرمین! اللہ سے ڈریں۔ یہ جو احمد مختار صاحب کی باتیں ہیں، یہ ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں یا پھر کوئی ان کی بات نہیں سنتا۔ جناب چیئرمین! مجھے موقع دیں، میرا سوال ہے کہ وہ مجھے بتائیں، ہمارے ساتھ meeting کریں کہ وہ کب اس زیادتی کا ازالہ کریں گے۔ ورنہ اگلے اجلاس میں ہم مشورہ کریں گے کہ بلوچستان کے لوگ House میں نہ آئیں۔ وزیر صاحب، ہمیں بتائیں کہ اگر MD, PIA ان کی بات نہیں مانتے، اگر ان کے کہنے پر implementation نہیں ہوتی، وہ بااختیار وزیر نہیں ہیں تو کم از کم یہ مذاق تو نہ کریں۔ وہ میرٹ کی بات۔۔۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، جواب آنے دیں۔ وزیر صاحب، جواب دیجیے۔

Ch. Ahmed Mukhtar: Sir, with all respect to the honourable doctor. He is at least more educated than I am because he holds the doctorate degree and I don’t. اس لیے یہ کہنا کہ ہم لوگ زیادہ لائق ہیں اور it is true. On the papers it is mentioned that Dr. Buledi is here میرے نام کے آگے تو احمد مختار ہی آتا ہے۔ Doctor Sahib, with due respect and all my apologies, I never want to disturb or hurt anybody’s feelings. I said that because I have noticed it myself that in the junior grades بلوچستان سے کوئی بندہ بھی نہیں آنا چاہتا۔ اس لیے نہیں آنا چاہتا کہ وہاں پر اس کی تنخواہ پانچ ہزار روپے ہے اور وہ بلوچستان، کراچی، لسبیلہ یا تربت سے آئے تو پانچ ہزار روپے میں کیسے گزارا کرے گا؟ اس کا گزارا نہیں ہو سکتا۔ So we have to find a way out کہ یہ لوگ جو lower grades میں آتے ہیں، ان کی salary بڑھائی جائے یا ان کو allowance دیا جائے۔ The government has to decide and we will ensure that the government decides because

ان کو کام کرنا چاہیے اور ان کو عزت سے کام after all they are human beings and they are working there کرنا چاہیے۔

جناب چیئرمین: سواتی صاحب۔ آگے-----

T03−28OCT2011−−−ASHFAQ/ED.ALTAF−−−UR5−−−1040AM

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں، میں نے General Managers and Directors کا سوال کیا ہے، یہ پانچ ہزار کی بات کیوں کرتے ہیں، یہ میرے سوال کا مذاق اڑا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: انہوں General Manager کا explain کر دیا ہے، promotion کی ہے، ٹھیک ہے۔ جی سواتی صاحب! آپ کا کیا سوال ہے؟ آپ کا بھی سوال لے لیتے ہیں، پہلے سواتی صاحب سوال کر لیں۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, it is utter shame, a complete shame even to talk about the functioning and the structure of PIA but this is not a right time to talk about that. My supplementary question is what happened to Khyber Pakhtunkhwa? The same thing under what rules, all these inductions have been done in Pakhtunkhwa. There is only one Director. Are we illiterate, ignorant and are we not a part of Pakistan?

Mr. Chairman: Yes, Minister *sahib*.

چوہدری احمد مختار: جناب چیئرمین صاحب! تھوڑی سی confusion ہے، the question which we are tacking is Question No.78 اس میں پوچھا گیا کہ جو Benazir Airport ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: سوال نمبر 74 کا answer ہے، yet to come on the next page. اس میں پختونخوا کا کوئی بھی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: نہیں جناب۔ پختونخوا کے 4 General Mangers level کے ہیں اور ان کا ایک Director level کا ہے۔ بلوچستان کے ایک General Manger level اور ایک Director level کے ہیں

جناب چیئرمین: جی، جی ایک Director اور ایک General Manger ہے۔

چوہدری احمد مختار: جناب! اگر آپ پرانے records نکالے گیں تو you will find کہ یہاں پر بلوچستان سے کوئی بھی نہیں تھا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، یہ چاہتے ہیں کہ disparity should be removed, their grievances are that there is disparity, please look into it. خیبر پختونخوا اور بلوچستان کی جو disparity کی شکایت ہے، وہ ختم ہو سکے۔

چوہدری احمد مختار: جناب! میں نے note بھی کیا ہے اور انشاء اللہ ڈاکٹر صاحب سے بات بھی کر لوں گا۔

Mr. Chairman: Please tell the MD to look into it and the disparity should be finished, this is the grievance of the both honourable Members.

جی حاجی عدیل صاحب! آپ کا کوئی سوال ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب! خیبر پختونخوا کے حوالے سے سوال ہو گیا ہے۔

Mr. Chairman: Next question Dr. Ismail Buledi. Yes, Professor *sahib*.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ہماری Standing Committee of Defence اس issue اور خاص طور پر خیبر پختونخوا اور بلوچستان کے مسئلے کو raise کر رہی ہے۔ MD نے ہر موقع پر یہ کہا ہے کہ sorry ہم اس کو درست کر رہے ہیں لیکن تقریباً چار سال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی، یہ مسئلہ ہے۔

Mr. Chairman: But this is what, I am giving the ruling that the disparity should be removed so that the grievances of these two provinces should be met. Yes, Dr. Ismail Buledi *sahib*, next question.

(Question No.78)

جناب چیئرمین: آپ کا کوئی supplementary ہے؟

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میرا سوال یہ تھا کہ تجارتی مقاصد کے لیے سول ایوی ایشن اتھارٹی کی طرف سے کتنی جگہ الاٹ کی گئی، یہ کن کو الاٹ کی گئی ہے، وہ merit پر الاٹ کی گئی ہے، اس حوالے سے میرا سوال تھا؟ جناب چیئرمین! جو میری معلومات ہیں کہ انہوں نے صرف کاغذی کارروائی پوری کرنے کے لیے یہ تمام چیزیں دی ہیں۔ اس میں نہ merit تھا نہ جو open merit میں آئے اور حقدار تھے، انہوں نے اقرباء یا اپنے جیالوں کو نوازہ ہے۔ یہ ہمیں اس بارے میں مطمئن کریں اور پوری detail دیں، ہماری DG سے meeting کرائیں، وہ ہمیں مطمئن کریں کہ انہوں نے جو list دی ہے، یہ واقعی شفاف ہے اور یہ merit پر الاٹ ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

جناب چیئرمین: جی Minister صاحب۔

چوہدری احمد مختار: اگر honourable Member کو دوبارہ list چاہیے تو we will give the list, we will call the DG and we can have meeting with him also on that. انہوں جو مانگا تھا، ہم نے دے دیا ہے۔ ہم meeting کرا دیں گے۔

جناب چیئرمین: جی، ٹھیک ہے، آپ ان کی meeting کروا دیں۔زاہد صاحب! آپ کا کیا سوال ہے؟ جی، آپ کا کوئی سوال ہے، جی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: یہ مختلف airports پر contracts دیتے ہیں، ان کا contractor سے کوئی rates طے ہوتے ہیں۔ وہاں پر ایک ظلم ہو رہا ہے کہ اگر کسی مسافر کو کوئی فوٹو کاپی کرانی پڑے تو اس سے ایک page کے پچاس روپے لیتے ہیں اور airports پر VIP lounge میں 78 روپے کا ایک کپ چائے دیتے ہیں، آخر یہ rates کون decide کرتا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہاں پر جو بھی ٹھیکے دیے جاتے ہیں، ان کے نرخ کون decide کرتا ہے، اگر decide ہوتے ہیں تو ان پر عملدرآمد ہوتا ہے؟

جناب چیئرمین: جی، Minister صاحب۔

چوہدری احمد مختار: جناب چیئرمین صاحب! کوئی بھی کام directly نہیں دیا جاتا، اس کا tender ہوتا ہے اور کوئی کمیٹی بیٹھی ہوتی ہے اور کمیٹی دیکھتی ہے کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے، اس کو کتنا کم کرنا چاہیے یا زیادہ کرنا چاہیے، negotiate بھی کرتے ہیں، after the tender has been opened اور rates set ہو جاتے ہیں۔ باقی جو honourable Member نے کہا ہے کہ وہاں پر فوٹو کاپی کے پچاس روپے لے لیتے ہیں تو ساری دنیا میں opportunity cost ہے۔ لوگ اپنے گھروں سے لے کر آتے ہیں، باہر پچیس پیسے، پچاس پیسے یا ایک روپے، دو روپے کا page ہوتا ہے جب وہ ایسی جگہ پر آ آتے ہیں تو ان سے لوگ پیسے چھینتے ہیں۔

جناب چیئرمین: اس grievance کو دیکھ لیں، .Minister *sahib*, please look into it آپ ذرا دیکھ لیں، there are small, small grievances.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: میں آپ کی وساطت سے محترم وزیر صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ تمام نرخنامے جن پر contracts دیے جاتے ہیں، وہ ہمیں House میں دیں اور وہاں پر عملاً جا کر دیکھیں کہ وہاں پر کیا ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین: یہ small, small grievances ہیں، لوگ ان کو بتاتے ہیں، ذرا .please, look into it ٹھیک ہے، بات آ گئی ہے۔ جی، زاہد صاحب! آپ کا کیا سوال ہے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جناب چیئرمین صاحب! میرا honourable Minister صاحب سے سوال ہے کہ جیسے خیبر پختونخوا یا بلوچستان سے ہر چیز میں زیادتی ہو رہی ہے۔ جناب! اسی طرح ہمارے airport کا مسئلہ ہے، اس کی توسیع کے لیے زمین ہو ہی نہیں سکتی، یہ نئے نہیں بنا رہے لیکن Chief Minister صاحب نے وہاں پر زمین کے لیے کوشش کی تھی اور زمین کی allotment کروائی ہے۔ دو ممبروں کی کمیٹی بنی ہے جس میں honourable Minister صاحب ہیں۔ اب Minister صاحب یہ بتا سکتے ہیں کہ اس پر کہاں تک کام ہوا ہے، اس کمیٹی نے یہ decide کیا ہے یا نہیں کیا، ایک نام change کرنا اور دوسرا اس کی توسیع کا منصوبہ کس مراحل میں ہے؟ آپ کے جو دو Members ہیں، ان کی meeting ہوتی بھی ہے کہ نہیں ہوتی، ان کی ابھی تک کوئی meeting ہوئی ہے یا نہیں ہوئی؟

جناب چیئرمین: جی جناب Minister صاحب۔

چوہدری احمد مختار: جناب چیئرمین صاحب! میری، بلور صاحب اور honourable Minister صاحب کی اس issue پر

دو meetings ہو چکی ہیں، we are covering a bigger area in this discussion and we will request

تاکہ because we want more space out there خیبر پختونخوا کہ اس میں ہماری help کریں our Members from

وہ airport اچھی طرح functional ہو۔ اس میں آج پیسے لگا دیں تو آپ دو مہینے کے بعد دیکھیں گے that will be so congested,

we are having نہیں کرلیتے، cover up کہ پیسے کھا گئے ہیں، اس لیے یہ ہو گیا ہے۔ جتنی دیر تک وہ everybody will say

جن کی وہ جگہ ہے more sessions with the Armed Forces

and once we have that, I am sure that we will take a better looking airport than what it is being visualized by the people.

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب! یہ decide ہو چکا ہے، ہمارے Chief Minister کی Armed Forces سے بات ہو

چکی ہے، انہوں نے ان کو اجازت دی ہے، وہ مسئلہ حل ہو چکا ہے۔ آپ برائے مہربانی Chief Minister کو بلالیں اور ان سے meeting

کریں تو آپ کی مہربانی ہو گی کہ اس پر جلد کام شروع ہو جائے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

چوہدری احمد مختار: میں نے کہا ہے کہ ہماری دو meetings ہو گئی ہیں، دو بندوں کی دو meetings are more

than sufficient on an issue but ہمارا ایک اور بھی مسئلہ ہے who is going to put the bell? Civil Aviation

doesn't have that kind of money and KPK Government پیسا دے دے، تو بیٹھ کر negotiation کریں اور

اس زمین کی transfer کروا دیں تو ہم کل سے بنانا شروع کر دیں گے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ جی۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: ہماری Defence Committee کو briefing دی گئی ہے، ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری کمیٹی

کی meeting میں محترم وزیر تشریف نہیں لاتے۔ ہمیں بتایا گیا تھا کہ Air Force and Army والے وہاں پر کچھ ہیں، وہ وہاں سے

shift ہونے کے لیے تیار ہیں لیکن وہ چاہتے ہیں کہ ہماری جو عمارتیں demolish کی جائیں گی، وہ دوسری جگہ پر build کرا دیں۔ اب وہ خیبر پختونخوا کی حکومت کیوں دے گی، کیا یہ بے نظیر ائرپورٹ بن رہا ہے۔

جناب چیئرمین: چلیں ٹھیک ہے۔ آپ بات کرلیں یا زاہد صاحب بات کرلیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب وزیر صاحب نے agree کیا ہے کہ ابتدا کے لیے ہم پیسے دے دیں گے، وہ مسئلہ نہیں رہا ہے، اگر Minister صاحب بہتر سمجھتے ہیں تو Chief Minister صاحب سے meeting کرکے اس کو حل کریں کیونکہ ایک مسئلہ حل ہوچکا ہے۔ اس میں کوئی چیز نہیں رہی، Chief Minister صاحب پیسے دینے کے لیے تیار ہیں، وہ کہتے ہیں، یہ ہمیں بعد میں دے دیں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ

you should have a meeting with the Chief Minister on this issue. Next question, Tahir Mashhadi sahib.

(Question No.80)

جناب چیئرمین: آپ کا کوئی supplementary ہے؟ جی مشہدی صاحب۔

آگے-----------T04

T04−28OCT2011 FURQAN[ED.RAUF] 10.50 A.M. ER8

Senator Col. (R). Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman, as usual the reply given is old sound and fury signifying nothing. The fact remains that PIA is in dire trouble and the trouble lies in its aging fleet, we are flying on planes which are over 30 years old. So, I like to ask the honourable Minister, if he could tell me coming over sight from the cyclostyled replies, that we get, is any effort being made and what is the concerted effort being made by the honourable Minsiter to acquire a new fleet? Presently we have only about 9 aircrafts which are worthy to be called aircrafts. The other planes are all over 30 years old, some are 40 years old and

even they are flying risk now a days. Now unless we get a new fleet, there is going to be no hope for PIA. We can do a lot of rhetoric according to the subject but the fact remains that without new aircraft, new fleet PIA is going to sink.

جناب چیئرمین: Please question کر لیجیے گا۔

Senator Col. (R). Syed Tahir Hussain Mashhadi: My question is that what are his plans, what is his vision, what concerted efforts he is making to purchase those new planes.

Mr. Chairman: Thank you. Yes, Minister *sahib*.

Ch. Ahmed Mukhtar: Thank you Mr. Chairman. I agree with the honourable member that PIA is in dire need of funds and we have put in various proposals یہ چیزیں جب اخباروں میں آتی ہیں اور جیسے یہ آج سینیٹ میں question hour میں آیا ہے، کوئی اخبار والا اٹھا کر لے جائے گا اور اس کو جوڑ توڑ کر کے شائع کر دے گا۔ ہماری کوشش یہ ہے کہ اسے complete picture بنا کر آگے لے کر جائیں to the Government and tell them کیونکہ اگلے دن اخبار میں آیا تھا کہ PIA کو 20 ارب روپیہ چاہیے، it was not true, we didn't ask for 20 billion. We said that in the long run to pay out the old interests, we need some extra money coming out from other sources rather than from PIA.

اس پر بحث چل رہی تھی. and we are still working on that جناب! پروگرام ہے، پیسے نہیں ہیں but we have now decided to lease aircrafts, جب lease کریں گے تو دونوں قسم کے جہاز ہوں گے، شور بھی نہیں ہو گا اور جو ٹیم ہے وہ دونوں بیچنے والی پارٹیاں ہیں ان کے ساتھ بیٹھ کر negotiate کرے گی، مجھے امید ہے کہ اس سال اس پر کوئی خاطر خواہ نتیجہ نکل آئے گا۔

جناب چیئرمین: جی ہارون صاحب۔

سینیٹر ہارون خان: میرا honourable Minister صاحب سے یہ سوال ہے کہ انہوں جواب میں 2009-10 کے revenues بتائے ہیں اور claim کیا ہے کہ revenues بڑھ گئے ہیں۔ کیا یہ مجھے بتا سکتے ہیں کہ 2009 and 2010 میں PIA کا کیا loss تھا، آج accumulated loss کیا ہے؟ ان کے Managing Director یہ کہہ رہے ہیں کہ چونکہ ہمارا employees per aircraft ratio دنیا کا سب سے زیادہ ہے، اس لیے ہم نے اس کا حل یہ ڈھونڈا ہے کہ ہم aircrafts 40 سے 80 کر دیں گے تاکہ employees to aircraft ratio کم ہو جائے۔ کیا یہ سمجھتے ہیں کہ یہ prudent approach ہے اور جو Managing Director سمجھتا ہے کہ PIA کا یہ حل ہے تو وہ PIA کو چلا سکے گا؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Ch. Ahmed Mukhtar: I think that the MD, PIA should be called in the Senate Sub Committee and he should be answering to this question

کہ اس نے یہ جواب کیوں دیا ہے، اس کی کیا background تھی

because I have no answer to that but as far as the losses of PIA are concerned, yes, in the year 2008, PIA loss was the maximum ever and it was about 38 billion rupees which were lost in one year and that was not due to bad management or inefficient management, it was due to the devaluation of the Pakistan currency, that in one easing because of devaluation, we lost about 28 billion rupees.

تو اس وجہ سے ہمیں نقصان ہوا ہے۔ 2009 میں تقریباً گیارہ اور بارہ کے درمیان نقصان تھا، اسی طرح 2010 میں بارہ ہے۔ In this year the loss will be slightly more اس وقت losses کی main وجہ یہ ہے کہ ہمیں نے ٹکٹیں جو دنیا کا standard ہے اس کے ساتھ رکھی ہوئی ہیں،

may be the service is not as good as the other countries are providing but inspite of all that, the profit of PIA will only happen if the petroleum prices come down. Internationally the prices are high, cost of fuel of PIA is something like 54% of the total cost. In other

expenses where the management can reduce and should reduce, there we are reducing our cost and we have brought it down at par with the previous year and the target this year we will be that we should still further decrease the cost of maintenance and all the services.

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے شکریہ۔ طارق عظیم صاحب۔

سینیٹر طارق عظیم خان: کیا میں honourable Minister صاحب سے پوچھ سکوں گا کہ Defence Committee of the Senate کی ہم نے ایک Sub Committee بنائی تھی جس میں جناب حاجی عدیل صاحب اور پروفیسر خورشید صاحب اس کے ممبر تھے۔ بہت detailed study کرنے کے بعد ہم نے ان کو recommendations دی تھیں، اس میں ہماری main recommendation یہ تھی کہ PIA کی حالت اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو سکتی جب تک اس کا ایک professional Board of Directors نہ ہو۔ سارے عزیزوں اور دوستوں کو نوازنے کے لیے جو بورڈ بنایا گیا ہے it is totally and thoroughly unprofessional Board of Directors اور جب تک وہ Board of Directors ٹھیک نہیں ہوتا، اس سال they were due کہ ان کی retirement ہونی تھی، نئے Board of Directors کو appoint کیا جانا تھا۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا ایسا ہوا ہے اور جو نئے Board of Directors آئے کیا وہ thoroughly professional ہیں؟

جناب چیئرمین! ہم نے یہ بھی recommend کیا تھا کہ share holders of PIA should also have a better say in the Board of Directors. ان کے members بڑے limited ہیں۔ Kindly کیا یہ بتا سکیں گے؟

جناب چیئرمین: جی مختار صاحب۔

چوہدری احمد مختار: جناب چیئرمین! سب سے پہلی یہ بات ہے کہ جو نئے Directors from out side آئے ہیں they have come by virtue of the strength in stock market. ان کے پاس اتنے shares ہیں کہ وہ ہم سے دو سیٹیں لے کر چلے گئے۔ جہاں تک PIA کا تعلق ہے، میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی چیزیں ہیں ان کو gap and fill in کرنا ہے، کل رات میں ایک TV Channel دیکھ رہا تھا اور وہ کہہ رہے تھے کہ شکاگو اور ہیوسٹن میں ہمارا بڑا نقصان ہو گیا ہے، انہوں نے ہمارے

rights لے لیے ہیں who has given them rights, they don’t know even what they are talking about. اگر جہاز اڑتا ہے تو ہماری space use کرتا ہے، اس کے charges تو آپ ان سے لے سکتے ہیں لیکن اگر جہاز اڑ کر لندن نہیں جاتا تو nobody is going to ask you to pay the money because the aircraft has not come there. یہ slot تو بندہ reserve کرتا ہے، slots کی بات تو ہوتی ہے----

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب چیئرمین! میرا یہ سوال نہیں ہے، میں نے پوچھا ہے کہ کیا آپ نے ہماری وہ report study کی ہے جو ہم نے بڑی محنت سے بنائی تھی اور اس میں سب سے بڑی اور اہم recommendation یہ تھی کہ اس سال آپ کے 8 ڈائریکٹرز کو Board of Directors سے ریٹائر ہونا تھا، آپ نے نئے بندے appoint کرنے تھے۔ کیا وہ professional Board of Directors بنایا گیا یا نہیں؟ میں نے آپ سے ایک سیدھا سوال پوچھا ہے۔

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب:

Ch. Ahmed Mukhtar: This is the prerogative of the Prime Minister of Pakistan to appoint the Directors and he has used his discretion in appointing certain Directors.

Mr. Chairman: Next question.

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: جناب! یہ کوئی بات نہیں ہے۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب! اس میں بہت سی anomalies ہیں، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب چیئرمین: جی ڈار صاحب آپ فرمائیے پھر next question پر آجائیں کیونکہ ابھی بہت سے سوالات باقی ہیں۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: جناب والا! میں briefly یہ عرض کروں گا کہ honourable Minister is privy کہ یہ خود بھی 2008 میں اس میٹنگ میں تھے، ایک مہینے میں PIA management والے تین scenarios لے کر آنے تھے کہ where they would make it, at least at break even. ہم نے گورنمنٹ چھوڑ دی اور مجھے نہیں پتا کہ منسٹر صاحب کے پاس اس کے بعد کچھ آیا یا نہیں آیا، Prime Minister صاحب نے کیا کیا۔ یہ ان کا prerogative ضرور ہے اور اسی prerogative کی وجہ سے یہ ملک

تباہ ہوا ہے۔ I am sorry to say this sir کہ فروری میں ایک template طے ہوئی اور جس میں PIA include ہے۔ منسٹر صاحب اپنے فنانس منسٹر سے چیک کریں، اپنی پوری economic team سے چیک کریں۔ ہم نے کہا تھا کہ یہ جو آٹھ ادارے ہیں ان کے professional boards ہوں گے، prerogative or no prerogative, there will be no discretion. خدا کے لیے ان تمام اداروں کو بچائیں۔

میرا سوال یہ ہے کہ 2008 میں مختار صاحب، میں اور Prime Minister صاحب تھے، ان کو یاد ہے کہ تین ہفتے اس پر لگے، after we left the Government اس کا کیا ہوا؟

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

چوہدری احمد مختار: جناب! جب یہ ساری میٹنگ ہو گئی تو فیصلہ یہی ہوا کہ جو اس وقت جہاز ہیں the market is at the lowest ebb and this is the right time to buy the aircraft so, that we can get them at the best possible price. وہ بات چلی، شوکت ترین نے take over کیا and then every time we took the report to Shoukat Tareen *Sahib*, he said کہ نہیں یہ complete نہیں ہے اس میں further یہ point add کریں، یہ point add کریں اور وہ فائل دو سال تک باہر اندر ہوتی رہی۔ Now we have taken up this matter with the new Finance Minister and he has promised کہ وہ ہماری help کریں گے۔ ابھی ہم نے lease کرنے ہیں، lease میں ہمیں پاکستان گورنمنٹ کی گارنٹی کی کم ضرورت پڑے گی we will not have to supply those guarantees.

جہاں تک Directors کا تعلق ہے، اس میں پہلے کیپٹن نصیر صاحب ڈائریکٹر تھے، ان کو فارغ کر دیا گیا۔ اس کے بعد دو اور directors کو فارغ کیا گیا۔ ان کی جگہ پر اس وقت دو تین directors ہیں جو باہر سے آئے ہی، ایک جاوید صاحب ہیں he is running an industry, where the turnover is not less than 7 to 8 billion rupees.

(آگے T05)

T05−28OCT2011......................FANI\ED(A.Rauf).......................UR12.........11.00AM

چوہدری احمد مختار (جاری)

ایک اور ملتان سے ہیں ان کو ڈائریکٹر بنایا ہوا ہے again the gentleman is a very knowledgeable businessman and his input is very good to us وہ موجود ہیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی سواتی صاحب سوالات بہت آچکے ہیں let's move forward next question لے لیتے ہیں۔ پھر سارے سوالات رہ جائیں گے۔ میں بتا رہا ہوں آج اتنے سوالات ہیں سب کے سب رہ جائیں گے۔ جی سواتی صاحب۔ let's ask the questions rather than giving explanations and suggestions, advises اس وقت سوال دیجئیے۔آپ کے پاس آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے اور بے اندازہ سوالات ہیں۔ جی سواتی صاحب سوال کر لیجئیے کیونکہ وقت بہت کم ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میرا وزیر صاحب سے سوال یہ ہے کہ خود وزیر صاحب بڑے اچھے ہیں لیکن ہمارے اس قومی اثاثے کو تباہ کر رکھ دیا ہے۔ یہ ذرا جواب سن لیں جی HR is also one of our PIA problems that the rightsizing آپ نے Golden hand shake کیا اس ملک کا بیڑہ غرق کیا، کتنی رقم لوگوں کو دی ہے۔

جناب چیئرمین: آپ سوال کریں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: سوال یہ ہے کہ rightsizing سے ان کا کیا مقصد ہے کہ انہوں نے اور چالیس ہزار آدمیوں کو بھرتی کرنا ہے۔

جناب چیئرمین: ایک منٹ! سیمیں صاحبہ یہ سوال لے لیں کیونکہ آدھا گھنٹہ رہ گیا ہے۔ now we are still on the 3rd question. ممبران نے بڑی محنت کی ہوتی ہے سوالات دینے کے لیے تو اس کا خیال رکھا جائے۔ جی۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: مہربانی کر کے مجھے بولنے کا موقع دے دیں۔ میرا وزیر محترم سے یہ سوال ہے کہ جیسے financial crisis میں PIA اس وقت ہے، موجودہ صورت حال یہ ہے اور اس میں جو لوگوں کو دوبارہ reinstate کیا گیا ہے اس کی وجہ سے بھی PIA میں financial constraints ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ کیا یہ بات صحیح ہے کہ ایک جہاز پر پانچ سو افراد کا عملہ متعین ہے because PIA is over staffed. یہ میرا سوال ہے۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی احمد مختار صاحب۔

چوہدری احمد مختار: میں نے جو سنا ہے وہ maximum 497 تھے۔ Less than five hundred but still very high but Aircrafts نہیں ہیں، کم ہیں جس کی وجہ سے آگے delays بھی ہو رہی ہیں کوشش کر رہے ہیں کہ فلائٹوں کو بہتر طریقے سے organize کرکے چلائیں تاکہ حاجیوں کو کم سے کم تکلیف ہو۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال طلحہ محمود صاحب۔ موجود نہیں ہے۔ جی پروفیسر صاحب سوال نمبر پڑھ لیجیئے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: سوال نمبر ا

Mr. Chairman: Any supplementary?

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں نے جو نگاہ ڈالی ہے ان معلومات کے اوپر تو پہلی بات تو یہ قابل غور ہے کہ پانچ لاکھ ماہانہ سے زیادہ جو افراد لے رہے ہیں وہ 155 ہیں۔ اس میں 38 Rawalpindi based ہیں 20 Lahore based ہیں Karachi based 1 ہے اور پھر خیبر پختونخوا اور بلوچستان کوئی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: یہ سارے Captains ہیں پی آئی اے کے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ذرا ان کی وضاحت تو کردیں کہ یہ disparity کیوں ہے اور یہ 155 افراد بلین روپے ماہانہ لے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی احمد مختار صاحب.more are Captains, I am seeing

چوہدری احمد مختار: جناب چیئرمین! یہ صحیح ہے کہ most of them are captains as you have rightly mentioned ان کے بغیر جہاز بھی نہیں اڑتے باقی عملے کے بغیر شاید اڑ بھی جائے but they are vital for that and کوشش تو یہ ہے کہ اور نئے پائلٹس بنائے جائیں کیونکہ that is the need of the hour if we have to bring new Aircrafts تو یہ ضروری ہے۔

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے نام آچکا ہے۔.Next question Talha Mehmood Sahib موجود نہیں۔ جی ڈاکٹر صاحب۔ سوال نمبر پڑھ لیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: سوال نمبر ۲

Mr. Chairman: Any supplementary please?

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جب سے فردوس عاشق صاحبہ آئی ہیں تو اس سے پہلے جو ہوا ہے تو اس کی ذمہ داری ان کی نہیں ہے لیکن جب سے یہ آئی ہیں یہ اچھا کام کر رہی ہیں تو میں اس لیے ان سے سوال نہیں کرتا۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی ڈاکٹر مالک صاحب آپ کا supplementary ہے۔ جی۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: کل بلوچستان کے ممبران نے یہاں سے واک آؤٹ کیا تھا regarding بلوچی کا ایک چینل ہے جس کا نام "وش" ہے آپ جتنا میڈیا کو نواز رہے ہیں الیکٹرانک ہو یا پرنٹ میڈیا تو یہ آپ کی مہربانی ہے۔ مہربانی کرکے بلوچستان کے اس چینل کو بھی اشتہارات دے دیں۔

جناب چیئرمین: مالک صاحب! آپ سوال کریں کیونکہ وقت بڑا کم ہے۔ What is your question? وہ بتائیں۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: جناب چیئرمین! میں آپ سے عرض کروں کہ اس بلوچی چینل کو وفاقی حکومت کی طرف سے ایک اشتہار بھی نہیں مل رہا ہے۔ آپ اس طرح کی treatment ہم سے کیوں کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: چلیں اس کو دیکھ لیجیے۔ اگلا سوال طاہر مشہدی صاحب۔ سوال نمبر پڑھ لیں۔ جی اسلام الدین شیخ صاحب۔

سینیٹر اسلام الدین شیخ (چیف وہپ): کل اس کا فیصلہ ہو چکا تھا۔ اس کے لیے میٹنگ کر رہے ہیں جی۔

جناب چیئرمین: آج میٹنگ کر رہے ہیں اس لیے میں ان سے جواب نہیں لے رہا۔ ڈاکٹر مالک صاحب کو یاد نہیں ہے آج آپ کی ان کے ساتھ میٹنگ ہونی ہے ورنہ آپ یہ سوال نہ کرتے۔ جی مشہدی صاحب۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) طاہر حسین مشہدی: سوال نمبر ۳

Mr. Chairman: Any supplementary please?

Senator Col (Retd) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Is the Minister for Interior here? Sir, Minister is not here.

جناب چیئرمین: اچھا جی رحمان ملک صاحب وہ تو باہر ہیں۔ بخاری صاحب کہاں ہیں، کون جواب دے گا۔ one by one please جی عباس صاحب ذرا صبر کریں۔ایک منٹ سیمیں صاحبہ because Abbass Sahib is on his legs.

سینیٹر محمد عباس خان: یہ آج کی بات نہیں ہے یہ روزانہ کا ایک معمول چل رہا ہے اور یہ Question Hour ہم ممبران کا واحد ذریعہ ہے اور جس کے لیے انتظار کیا جاتا ہے اگر اس میں بھی کسی کے پاس وقت نہ ہو تو اس کے لیے ایک وزیر مملکت بنا دیا جائے تا کہ یہ مسئلہ نہ ہو۔

جناب چیئرمین: عباس صاحب ایک منٹ let me ask Leader of the House ان کا جواب آنے دیں رحمان ملک صاحب کے لیے۔ جی سیمیں صاحبہ۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب والا، جب سینیٹ اور قومی اسمبلی کے اجلاس ہوتے ہیں تو یہ موجود ہوتے ہیں اگر سینیٹ کا اجلاس ہو رہا ہوتا ہے تو یہ نہیں آتے۔ یہ کیسا رویہ ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھیں جی وزیر دفاع موجود ہیں، وزیر اطلاعات موجود ہیں جو نہیں ہیں میں ان کا پوچھتا ہوں۔ آپ مہربانی کر کے بیٹھ جائیں۔ I know what to do جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائد ایوان): جناب چیئرمین! بالکل معزز ممبران کا جو concern ہے وہ بالکل درست ہے کہ Interior Minister, even every member of the Cabinet is answerable to the Parliament.

جناب چیئرمین: یہ سب کی collective responsibility ہے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جی یہ collective responsibility also اور if at all اگر Interior Minister had some other business, this should have been assigned to some other Cabinet member.

جناب چیئرمین: کسی کو یہ business handover نہیں کیا گیا۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: It has not been entrusted. It has not been conveyed to me also. Certainly we would write to the Prime Minister that in case any Minister is not available in the country, he can't be available in the House, then this job should be entrusted to somebody else also.

Mr. Chairman: Please discuss with the honourable Prime Minister on the issue, please have a discussion on this issue.

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Right sir.

Mr. Chairman: Please inform him that the Minister must be present especially for the Question Hours, the honourable members have prepared these questions with great effort وہ محنت کر کے آتے ہیں تو اس کو defer کر دیتے ہیں next question Mrs. Kalsum Perveen. وزیر ریلوے موجود ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: وہ بھی موجود نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر ریلوے بھی نہیں ہیں وہ اس وقت کدھر ہیں؟ Is he out of the country also

سینیٹر کلثوم پروین: جناب! یہ بڑی زیادتی والی بات ہے۔ ریلوے ختم ہو رہا ہے تو اس پر بھی بات نہیں ہو سکتی۔ عجیب بات ہے۔

جناب چیئرمین: جی بخاری صاحب! Let me ask Minister for Railways کہاں ہیں۔ بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: اس پر مجھے جو اطلاعات ہیں وہ حج پر تشریف لے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: حج پر گئے ہیں۔ پوچھ لیتے ہیں حاجی عدیل صاحب! بلور صاحب آپ کی پارٹی کے ہیں کیا حج پر تشریف لے گئے ہیں؟

آگے جاری----------------T06

T06−28Oct2011 ER5/Rafaqat/Ed:Mubashir 11:10 am

جناب چیئرمین: بخاری صاحب! وزیرِ ریلوے کہاں ہیں؟

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب! جہاں تک میری اطلاعات ہیں، وہ حج پر تشریف لے گئے ہیں۔

جناب چیئرمین: حج پر گئے ہیں۔ پوچھ لیتے ہیں۔ حاجی عدیل صاحب! بلور صاحب آپ کی پارٹی کے ہیں، کیا حج پر گئے ہیں؟

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جی میرے علم میں نہیں ہے۔ میرے علم میں نہیں کہ وہ حج پر گئے ہیں کیونکہ وہ مجھ سے اجازت لے کر نہیں گئے۔

جناب چیئرمین: آپ سے اجازت لے کر نہیں گئے۔ اس question کو ہم ذرا left over کر دیتے ہیں۔ مسز کلثوم پروین! آپ please بیٹھ جائیے، ابھی بخاری صاحب پتا کر لیتے ہیں۔ اس کے بعد بھی question انہی کا ہے، وہ بھی Minister for Railways کے لیے ہے، ان دونوں questions کو ہم ذرا left over کر لیتے ہیں۔ بیگم نجمہ حمید صاحبہ موجود ہیں؟ موجود نہیں ہیں۔ پھر مسز کلثوم پروین صاحبہ کا سوال ہے Minister for Railways کے لیے۔ وہ موجود نہیں ہیں، left over کر لیتے ہیں۔ اطلاع آئی ہے بیمار ہیں۔ ابھی ابھی اطلاع آئی ہے کہ وہ بیمار ہیں۔

(مداخلت)

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! ایک بیمار منسٹر کو ایک بیمار منسٹری دی گئی ہے۔ اتنے بڑے issues ہیں، دیکھیں اخبارات بھرے ہوئے ہیں۔ پنشنرز علیحدہ رو رہے ہیں، لوگ خودکشیاں کر رہے ہیں، لوگ پنشن کے لیے مر رہے ہیں، کون جواب دے گا ان باتوں کا؟

جناب چیئرمین: اب دیکھیں وہ بیمار ہیں، we will have to keep into consideration this fact that he is not feeling well. بخاری صاحب! آپ کیا کہیں گے؟ ایسا کر لیتے ہیں یہ جو questions ہیں Minister for Railways سے متعلق، we will keep these for Tuesday. ٹھیک ہے۔ Are you satisfied? We will keep it for Tuesday. انشاء اللہ، امید ہے وہ منگل تک صحتیاب ہو جائیں گے۔ We defer these three questions for Tuesday. سیف اللہ صاحب! منگل کو رکھ لیے گئے ہیں۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! 31 کو تو وہ حج پر جا رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: 31st کو حج پر جا رہے ہیں۔

سینیٹر طارق عظیم خان: جناب چیئرمین! ہر روز یہی بات ہوتی ہے، ہمیں assurance دی جاتی ہے کہ آئندہ متعلقہ وزیر موجود ہوں گے۔ جناب! ہم احتجاج کے طور پر ایوان سے واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین اور چند حکومتی اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: جی ڈپٹی چیئرمین صاحب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: جناب! میری گزارش ہے کہ چونکہ ہم مسلمان حج پر جاتے ہیں گناہ معاف کرانے کے لیے اور کابینہ کے زیادہ اراکین جا رہے ہیں اپنے گناہ معاف کرانے، تو اجلاس prorogue کردیں۔ عید کے بعد جب وہ حج سے واپس آجائیں تو پھر اجلاس بلالیں۔

جناب چیئرمین: جی میاں صاحب! آپ نے کچھ add کرنا ہے اس مسئلے پر۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب! میں نے صرف اتنی گزارش کرنی ہے آپ کے توسط سے لیڈر آف دی ہاؤس کو کہ وہ مہربانی سے پرائم منسٹر صاحب کو اس بات کا عندیہ دیں کہ 18ویں ترمیم کے بعد کابینہ اب سینیٹ کو بھی answerable ہے اور responsible ہے۔ 18ویں ترمیم سے پہلے یہ تھا کہ the Cabinet was answerable only to the National Assembly لیکن 18ویں ترمیم کے بعد اب the Cabinet is answerable to the Senate as well. اس طرح وزرا کا House میں نہ ہونا اور خاص طور پر Question Hour کے دوران جو accountability کا ایک ذریعہ ہوتا ہے، اس سے House کی توہین ہوتی ہے اور پارلیمانی نظام اس سے کمزور پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین: میاں صاحب! وزرا کو خود پتا ہونا چاہیے کہ 18ویں ترمیم کے بعد کیا situation بن گئی ہے۔ Instead of the Leader of the House informing them, they should be well aware of this constitutional provision themselves.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, they should but if they are not, then let somebody remind them.

Mr. Chairman: Yes, may be it is a question of reminding them.

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ہو جائے گا۔ ٹھیک ہے اب آپ نے نشاندہی کردی ہے تو count کرلیتے ہیں۔ جی count کرلیجیے، اگر کم ہیں تو bells کو ring کردیجیے۔

(اس موقع پر سینیٹر حافظ رشید احمد ایوان سے باہر تشریف لے جانے لگے)

جناب چیئرمین: حافظ صاحب! آپ مت جائیے۔ مذاق مت کیجیے۔ آپ اس چیز کو مذاق کے طور پر لیتے ہیں۔ حکومت کے اتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں اس سیشن کو بلانے کے لیے۔ آپ نے بھی پیسے لیے ہوئے ہیں TA/DA کے۔ یہ تو آپ مذاق کر رہے ہیں۔ کچھ خیال کیجیے، غریبوں کو پیسے نہیں ملتے۔

(اس موقع پر سینیٹر حافظ رشید احمد ایوان سے تشریف لے گئے)

Mr. Chairman: Since he is not sitting in the House, I am not going to take his objection with regard to the quorum. The Government has spent the money. قومی خزانے سے پیسے لگے ہیں۔ لوگوں کے پاس کھانے کے لیے پیسا نہیں ہے، یہ بھی ذرا آپ سوچیں۔ This House is being run. کیا کوئی مذاق ہو رہا ہے؟ I think this is a very sorry state of affairs. اب منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں، اب کیا کیا جائے؟ He should have been here. اب انہوں نے درخواست بھیج دی ہے کہ وہ بیمار ہیں۔ اب میں اس کو منگل کے لیے رکھنا چاہتا تھا تو وہ حج پر جا رہے ہیں۔ اب حج پر جانے سے بھی میں انہیں روک نہیں سکتا۔

سینیٹر کلثوم پروین: جناب چیئرمین! میں ایک اور بات کہنا چاہ رہی ہوں۔ ارکان اس House میں جو بھی سوالات اٹھاتے ہیں، منسٹر کو پہلے سے ان کے بارے میں علم ہوتا ہے۔ ایسی بات نہیں ہے کہ ان کو علم نہیں ہوتا۔ ہفتوں پہلے یہ چیزیں ان کے پاس گئی ہوں گی۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے behalf پر کسی بندے کو دے دیں۔ اگر ان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے، کہیں جا رہے ہیں تو ان کے behalf پر کوئی بندہ آکر ان چیزوں کا جواب دے۔ اگر آج جواب نہیں آتا، کل نہیں آتا، پرسوں نہیں آتا تو پھر ان سوالات کو اٹھانا ہی فضول ہے۔ اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ ہم question کریں اور اتنی ڈھیر ساری تیاری کریں۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، آپ کا موقف آگیا ہے۔ اب next question لے لیتے ہیں۔ Question No.9 relates to Minister for Interior, he is not here. اب اگلا سوال ہے پروفیسر ابراہیم صاحب کا، وہ خود موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال طاہر مشہدی صاحب کا ہے۔ مشہدی صاحب! آپ سوال put کیجیے، منسٹر صاحب بھی موجود ہیں۔

Question No.11

Mr. Chairman: Any supplementary?

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Yes please. There are so many very lucrative flights which are being discontinued temporarily and some of our very good revenue earning flights like Karachi−Houston, Karachi−Damascus and Karachi−Baghdad have been given to other airlines. The airspace, the time and the landing rights have been given over to other airlines and it has caused us a huge loss financially. Also, it has helped the other airlines to pick up the overflow of passengers especially on the *ziarat* flights.

جناب چیئرمین: مشہدی صاحب! آپ question کر لیجیے۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Is the honourable Minister planning to take back or restore these flights? What are the future plans or are we going to keep giving away our lucrative flights?

(At this moment Members returned to the House after calling off the walk out)

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

Chaudhry Ahmed Mukthar (Federal Minister for Defence): Thank you Mr. Chairman. Yes we will definitely look into it and all the loss making routes are supposed to be shed off and profitable routes are to be brought in. We will try and I am sure that the marketing people will be able to do it.

جناب چیئرمین: سیمیں صاحبہ! آپ کا سوال؟

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! میری *sahib* honourable Minister سے ایک query ہے کہ کیا یہ بات صحیح ہے کہ کسی نئی نجی ایئرلائن کو operate کرنے کا license دیا جا رہا ہے؟

جناب چیئرمین: دیکھیں، this is the way اس طرح سوالات آنے چاہییں۔ Time بھی بچے گا اور تمام questions وقفہ سوالات کے اندر پورے ہوجائیں گے۔ I would request the Members the way Mrs. Semeen Siddiqui has put the question اس طرح please سوالات put کیجیے۔

Chaudhry Ahmed Mukhtar: Sir, private airlines which are Pakistan-based or Pakistan-origin, are allowed to fly their own aircrafts.

(To be continued.....T07)

T7-28Oct2011 ER/4/Bhatti/ED: Altaf Sh. 11:20 A.M.

Ch. Ahmed Mukhtar (Federal Minister for Defence): Some private airlines which are Pakistan based, Pakistan origin are allowed to fly their own aircrafts. There are certain rules which they have to follow and the rules are not all اس کو کوئی نہیں روکتا۔ that stringent اور ان کو discourage نہیں کرتے۔

سینیٹر سیمیں یوسف صدیقی: جناب چیئرمین! میرا جواب نہیں آیا۔ میرا سوال یہ تھا کہ کیا آپ کے پاس کسی نئی نجی ائیرلائن کی درخواست آئی ہے جسے آپ لائسنس issue کر رہے ہیں؟ میرا کہنا کا مطلب یہ ہے کہ جب PIA اتنے نقصان میں جا رہی ہے اور آپ ایک نئی ائیرلائن کو operate کرنے کا موقع دے رہے ہیں، PIA تو پہلے سے ہی بیٹھی ہوئی ہے اس طرح یہ اور بیٹھ جائے گی instead of کہ آپ اس کے طیاروں کو upgrade کریں اور ان کی maintenance کی problems کو حل کریں۔ میں اس لیے یہ پوچھ رہی ہوں کہ کیا آپ کسی نئی نجی ائیرلائن کو لائسنس دے رہے ہیں؟

Mr. Chairman: It was a very simple question.

Ch. Ahmed Mukhtar: Sir, answer is very simple that if they are Pakistani, they can apply we will give it to them.

Mr. Chairman: O.K. you will give it to them. Next Question No. 12 of Abdul Nabi Bangash *Sahib*

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی وہ رہ گیا ہے میں اسے لے لیتا ہوں۔ جی عبدالنبی بنگش صاحب کی طرف سے آپ سوال کرنا چاہتے ہیں۔ پہلے سوال نمبر پڑھ لیں۔

Q. No. 12

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! انہوں نے engineers کے بارے میں پوچھا تھا۔ اگر آپ اسے پڑھیں تو اس میں خیبر پختونخوا اور بلوچستان کا ایک بھی آدمی نہیں ہے، پنجاب اور سندھ کے لوگ ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ PIA اس وقت صرف دو صوبوں پنجاب اور سندھ کے لیے operate کر رہی ہے، اس میں نہ خیبر پختونخوا کا کوئی حصہ ہے اور نہ بلوچستان کا کوئی حصہ ہے کیونکہ پہلے بھی جو سوال آیا تھا، آپ کو یاد ہوگا کہ اُس میں بھی یہی مسئلہ تھا اور اس میں بھی یہی مسئلہ ہے۔ آپ اسے دیکھیں کہ خیبر پختونخوا کا ایک بھی آدمی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: آپ کا موقف آگیا ہے، .it is very clear جی عباس صاحب۔

سینیٹر عباس خان آفریدی: جناب چیئرمین! خوش قسمتی سے پورے وقفہ سوالات میں کسی بھی جگہ فاٹا کا کوٹا کسی بھی محکمے میں نہیں ہے کیونکہ وہ اس ملک کا حصہ نہیں ہے۔ ہم نے فنڈز کے مسئلے پر کل بھی احتجاج کیا تھا کہ اگر ہلیری کلنٹن آتی ہے تو ہماری بات ہوتی ہے، کراچی میں ہماری بات ہوتی ہے، لاہور میں ہماری بات ہوتی ہے، ہر جگہ ہماری بات ہوتی ہے اور کسی بھی جگہ پر ہمارے لیے ایک بھی نوکری نہیں ہے۔ کیا ہم اس ملک کا حصہ نہیں ہیں؟ کیا ہم اس ملک میں نہیں رہتے ہیں؟ ہمیں صرف خون خرابے اور قتل ہونے کے لیے رکھا گیا ہے۔ کب تک ہماری لاشوں کے ساتھ کھیلا جائے گا؟

جناب چیئرمین: عباس صاحب! آپ کا موقف آگیا ہے۔ جی حاجی صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! PIA کے نام کو تبدیل کر کے Punjab Indus Airline کر دیں کیونکہ یہ پنجاب اور انڈس کا معاملہ ہے۔

جناب چیئرمین: جی شکریہ۔ سوال نمبر 10 لے لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! وزیر صاحب اس کا جواب تو دے دیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے خود ہی جواب دے دیا، وہ کیا جواب دیں گے۔ جی سلیم سیف اللہ صاحب۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! آپ ناراض نہ ہوں۔ Sir, you are the custodian of this House, not the custodian of the government.

جناب چیئرمین: جی بالکل میں آپ پر ناراض نہیں ہو رہا ہوں، میں وزراء پر ناراض ہو رہا ہوں۔

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: آپ برائے مہربانی ان کو نہ بچائیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے کہ وزراء صاحبان سوالات کے لیے تشریف نہیں لاتے۔ اگر ایک نہیں ہے تو دوسرے کو آنا چاہیے، ہم بھی وزیر رہے ہیں۔ مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ پیپلز پارٹی وہ پارٹی ہے جس نے جمہوریت کے لیے وہ قربانیاں دی ہیں شاید کسی اور پارٹی نے اتنی قربانیاں نہیں دی ہوں گی لیکن ایوان بالا کا جو مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ مہربانی کر کے آپ اس ایوان کے custodian ہیں please ensure that the government of the day...

Mr. Chairman: Mr. Salim Saif Ullah *Sahib*! I have already told the Leader of the House to talk to the Prime Minister on the issue. I am not trying to defend the Ministers, I am making it very clear. You are getting a wrong perception, I am sorry to say this. I have told the Leader of the House to talk to the Prime Minister on the issue why the Ministers are not present because the honourable members have prepared these questions with great efforts, hard work. So, they should be present to answer the question and you are right over there.

سینیٹر سلیم سیف اللہ خان: جناب چیئرمین! اس کا کوئی effect تو نہیں پڑ رہا ہے۔

Mr. Chairman: I am going to talk to the Prime Minister also on the issue.

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! Leader of the House کی وزیراعظم کے پاس کیا اہمیت ہے۔ انہوں نے 9 جون کو خط لکھا ہے کہ وزیراعظم نے اس ایوان میں یہ کہا تھا کہ جن ممبران کے funds lapse ہوئے ہیں، اس پر ان کی صدارت میں ایک کمیٹی بنے اور وہ کمیٹی ہمیں لکھے ہم وہ payment release کریں گے۔ وہ کمیٹی بنی اور ممبران کا تقریباً سوا ارب روپیہ lapse ہوا تھا جس پر انہوں نے زبانی کہا اور پھر 9 جون کو وزیراعظم کو ایک خط لکھا کہ آپ اپنی commitment کے مطابق ممبران کے وہ پیسے release کریں کیونکہ اس میں ممبران کا کیا قصور ہے لیکن Leader of the House کے 9 جون کے خط کا جواب نہیں دیا گیا۔ جس طرح سینیٹ کی بے عزتی کی جا رہی ہے، جس طرح سینیٹ کے Leader of the House کی بے عزتی کی جا رہی ہے، ہم اس پر احتجاج کرتے ہیں بلکہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس ایوان میں بیٹھنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ آپ Leader of the House کے ذمے ڈال دیتے ہیں، ان کی بات کون سنتا ہے؟ ان کے خط کا کوئی جواب نہیں دیتا ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے سوال نمبر 10 لے لیں۔ عباس صاحب برائے مہربانی بیٹھ جائیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ اس وقت حاجی عدیل صاحب Leader of the House کی favour میں بات کر رہے ہیں۔ بلیدی صاحب کا مائیک on کر دیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے۔ نیر بخاری صاحب نے بڑی کوششیں کیں ہیں، ہم اس پر انہیں شاباش دیتے ہیں لیکن ان کے پاس اختیارات نہیں ہیں، یہ اس ملک کی بدقسمتی ہے۔ ہمیں یہ چیز تلاش کرنی پڑے گی کہ اختیارات کہاں ہیں اور کس کے پاس ہیں؟ پتا نہیں امریکہ کے پاس ہیں، کہیں جی ایچ کیو میں ہیں، کدھر ہیں؟ یہ ہمیں ابھی تک معلوم نہیں ہے۔ فنڈز کے مسئلے پر میں سب سے درخواست کرتا ہوں کہ ایک بھی آدمی ایوان میں نہ بیٹھے، سب واک آؤٹ کریں اور اس وقت تک واک آؤٹ کریں جب تک جو funds lapse ہو گئے تھے وہ release نہ ہو جائیں۔ ہم نے لوگوں سے وعدے کیے ہوئے ہیں،

ہم ان کے سامنے جھوٹے ثابت ہوئے۔ لوگوں نے ہمیں سکیمیں دیں اور اب وہ کہہ رہے ہیں کہ حکومت نے فنڈز دیے ہیں لیکن آپ لوگوں نے کھا لیے ہیں۔ لہٰذا ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے، میں تمام پارٹیوں سے درخواست کرتا ہوں کہ تمام ممبران واک آؤٹ کریں۔

(اس موقع پر اپوزیشن اراکین ایوان سے واک آؤٹ کر گئے)

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! سوالات لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: جناب چیئرمین! وزیر صاحب کہتے ہیں کہ کوٹے میں جو ناانصافی ہوئی ہے، میں اسے ٹھیک کروں گا لیکن تین سالوں میں تو یہ کام نہیں ہوا۔ جناب والا! وزیر صاحب Standing Committee on Government Assurances کو یہ بات ensure کر دیں کہ وہ کب کر رہے ہیں اور کیسے کر رہے ہیں؟ PIA میں ہمارے دو صوبوں کے ساتھ جو استحصال ہوا ہے وہ کیسے اس کو ٹھیک کریں گے؟

جناب چیئرمین: جی ٹھیک ہے۔ آپ کا سوال آ گیا ہے، کئی سوالات ہوتے ہیں جن کے آپ خود ہی جوابات دے دیتے ہیں، وزیر صاحب اس پر کیا جواب دیں گے۔ اب آپ نے اچھا سوال کیا ہے۔ وزیر صاحب اس کا جواب دیں۔

چوہدری احمد مختار: جناب چیئرمین! یہ سوال پہلے بھی کئی مرتبہ اس ایوان میں آیا ہے اور کئی مرتبہ اس کا جواب بھی دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کوئی کمیٹی بنا دیں and they should sit across the table and decide اگر population کے حساب سے چلنا ہے، میں اکیلا تو I can not over rule.

Mr. Chairman: Minister *Sahib*, what do you want to be done then, if you can not over rule?

چوہدری احمد مختار: جناب والا! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو quota system ہے، اگر پنجاب کا separate quota ہے، خیبر پختونخوا کا separate quota ہے تو میں اس کو over rule نہیں کر سکتا، میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ They can sit with the D.G. Civil Aviation Authority and M.D PIA and decide on this issue.

جناب چیئرمین: اس پر ایک special committee بنی ہوئی، آپ بھی اس کے ممبر ہیں، آپ یہ بات اس میں raise کر لیجیے گا۔ کیا آپ کو یاد آ گیا ہے؟

سینیٹر محمد زاہد خان: جی شکریہ جناب چیئرمین۔

سینیٹر کلثوم پروین: میرے ریلوے سے متعلق سوال کو بھی اس کمیٹی میں بھیج دیجیے۔

جناب چیئرمین: وزیرِ ریلوے اس وقت موجود نہیں ہیں اور میں نے اس سوال کو defer کیا ہے، اسے ختم نہیں کیا ہے۔

Question Hour is over. The remaining questions and their printed replies placed on the table of the House shall be taken as read.

اب دیکھیں کہ سارے سوالات رہ گئے ہیں۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: جناب چیئرمین! اس وقت کورم پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی کورم پھر ٹوٹ گیا ہے۔ اب آپ موجود رہیں گے؟

سینیٹر حافظ رشید احمد: جی میں موجود رہوں گا۔

جناب چیئرمین: میں ممبران سے یہی درخواست کرتا ہوں۔ سیمیں صاحبہ نے جیسے سوال کیا تھا، اگر اس طرح سوالات کیے جائیں تو پھر سارے سوالات پورے ہو جائیں۔ وہ بحث میں پڑ جاتے ہیں تو پھر سوالات رہ جاتے ہیں۔ Bells may be rung please.

(جاری------T8)

T08−28Oct2011 Ashraf/Ed. Zafar Er.3 1130

Mr. Chairman: Bells may be rung please.

(پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں)

Mr. Chairman: Count be made please.

(Count was made)

Mr. Chairman: The House is in order now.

بادینی صاحب بولیے۔ بادینی صاحب سینیئر پارلیمنٹیرین ہیں، please آپ بولیں۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: ہم نے دو تین دفعہ سوال بھیجا۔ اس پر کوئی عمل نہیں ہوا۔ ادھر بلوچستان کے رہنے والے بہت ہیں۔ آپ پوچھ سکتے ہیں۔ ہفتے میں دو دفعہ جہاز نہیں۔ ہم لوگ وہاں سے کبھی کراچی جاتے ہیں اور کراچی سے اسلام آباد آتے ہیں۔ ہمارے ساتھ یہ زیادتی کیوں ہو رہی ہے؟ Minister Sahib اس پر کیوں دھیان نہیں دیتے۔ بار بار ہم بولتے ہیں مگر وہ سنتے ہی نہیں۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب، Point of order پر انہوں نے بات کر لی ہے۔ بادینی صاحب موجود ہیں، with regard to the flights in Balochistan. ذرا اور clear کر کے بتا دیجئے آپ۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی: جناب! بلوچستان میں ہفتے میں دو دن جہاز نہیں ہوتے۔ اگر کوئی جہاز آتا بھی ہے تو دو بجے والا جہاز نو بجے آتا ہے کیونکہ فارغ نہیں ہوتا۔ یا تو مہربانی کر کے کسی private company کو license دے دیں تاکہ بلوچستان میں بھی جہاز چلے۔ یہاں کے جہازوں سے فرق نہیں پڑتا۔ اسلام آباد سے کراچی یا لاہور یا کہیں بھی، کوئی فرق نہیں پڑتا صرف بلوچستان میں ایسا ہے اور آج کے سسٹم میں تو سروس بالکل ختم کر دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: عباس صاحب! بیٹھ جائیں، میں points of order بعد میں لوں گا۔

سینیٹر عباس خان: یہ جو آج question hour ہے اس میں بھی وہی حالات ہمارے ساتھ ہیں۔ نہ ہمارے پیسے ہوتے ہیں۔ پیسوں کا وعدہ کیا جاتا ہے اور release ایک ارب روپیہ ہوتا ہے جبکہ وعدہ پندرہ ارب روپے کا ہوتا ہے۔ آپ خود سوچیں، یہ انصاف دیکھیں کہ پورے ایک گھنٹے کے questions ہیں۔ ان میں ایک فاٹا کے سینیٹر کا نہ ہو اس سے بڑی ناانصافی اس ملک میں کوئی کر سکتا ہے، اس سے بڑا ظلم کوئی کر سکتا ہے؟ جب کراچی والے اٹھتے ہیں، وزیرستان--- لاہور والے وزیر اعلیٰ صاحب اٹھتے ہیں وہ بھی وزیرستان--- ہیلری کلنٹن آتی ہے، وزیرستان--- اور اس ملک میں اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ پورے ایک گھنٹے کے questions میں ہمارے لیے ایک question نہ ہو۔ پھر کہتے ہیں کہ طالبان ادھر، لڑائی ادھر، ان کو کھانے کو نہ دو، پینے کو نہ دو، انہیں

سونے نہ دو، انہیں roads نہ دو، ہسپتال نہ دو، پیسا آئے تو دوسری جگہ پر لگا دو۔ سارے ملک میں تقسیم کرو اور ان کو چھوڑو۔ ادھر نہ ان کو سنو۔ ہم ادھر بیٹھے کس لیے ہیں؟ ہم اس لیے اپنے علاقے کی نمائندگی کر رہے ہیں؟ کیا ہم اس لیے ادھر آئے ہوئے ہیں؟ لوگ ہم سے سوال کر رہے ہیں کہ آپ لوگ ادھر کس لیے بیٹھے ہو؟ آپ کہتے کیوں نہیں؟ کیا آپ کو کچھ دکھائی نہیں دیتا؟ آپ کی کوئی سنتا نہیں ہے۔ ہماری حیثیت جب تک نہیں مانی جائے گی، ہمارے پیسے جب تک release نہیں ہوں گے ہمارا یہ احتجاج چلتا رہے گا۔ اس لیے ہم واک آؤٹ کر رہے ہیں۔

Mr. Chairman: Thank you, let us take the Leave Applications.

جناب چیئرمین: پروفیسر ساجد میر صاحب نے ذاتی مصروفیات کی بنا پر آج مورخہ 28 اکتوبر کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد جہانگیر بدر صاحب ذاتی مصروفیات کی بنا پر مورخہ 26 اکتوبر کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے تھے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا درخواست منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Yes, Col. Mashhadi Sahib, please move item No.3.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, the Chairman, Committee on Rules of Procedure and Privileges, move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Shahid Hasan Bugti regarding the irresponsible attitude of PIA officials be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub-rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the senate, 1988, the delay in presentation of

report of the Committee on the privilege Motion moved by Senator Shahid Hasan Bugti regarding the irresponsible attitude of PIA officials be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Please move Item No.4.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, the Chairman Committee on Rules of Procedure and privileges present report of the Committee on the Privilege Motion moved by Seantor Shahid Hassan Bugti regarding the irresponsible attitude of PIA officials.

Mr. Chairman: Report stands presented. Col. Mashhadi, please move Item No.5.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: I, the Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges move that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Dr. Muhamamd Ismail Buledi regarding non-responsive attitude of Commandant, Frontier Corps, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under sub-Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi regarding non-responsive attitude of Commandant, Frontier Corps be condoned till today.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: Please move Item No.6.

Next T09.....

T09-28Oct-2011 Er-11 Time 11.40 Mahbboob Khan/Ed.

Mr. Chairman: Item No.5. Col. (R) Mashhadi.

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi : Sir, I, the Chairman Committee on Rules of Procedure and Privileges, move that under sub−rule (1) of rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi regarding non−responsive attitude of Commandant, Frontier Core, be condoned till today.

Mr. Chairman: It has been moved that under Sub−Rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, the delay in presentation of report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi regarding non−responsive attitude of Commandant, Frontier Core, be condoned till today.

(The Motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Item No.6.

Senator Col. (R) Syed Tahid Hussain Mashhadi: Sir, I, the Chairman of Committee on Rules of Procedure and Privileges, present the report of the Committee on the Privilege Motion moved by Senator Dr. Muhammad Ismail Buledi regarding non−responsive attitude of Commandant, Frontier Core.

Mr. Chairman: Report stands presented. Item No.7. Let us take the legislative business. This is second reading of the Bill with regard to the Carriage by Air Bill, 2011, clause by clause consideration. As there is no amendment in Clauses 2 to 7, therefore, I put these Clauses together as one question before the House. The question is that Clauses 2 to 7 do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Clauses 2 to 7 form part of the Bill. Now, I put Schedule of the Bill to the vote of the House. There is no amendment in the 1st to 4th Schedule, therefore, I put these Schedules together as one question before the House. The question is that 1st Schedule to 4th Schedule do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. First Schedule to Fourth Schedule stand part of the Bill. We may now take up the 5th Schedule of the Bill. There is an amendment in the names of Mr. Wasim Sajjad and Mr. Tariq Azim Khan in the 5th Schedule. Please move the amendment.

Senator Wasim Sajjad: Sir, I beg to move that in the 5th Schedule of the Bill in Rule 11, in Sub Rule 1 for the figure 10 lacs, the figure 50 lacs be substituted and in Sub Rule 2 for the figure 10 lacs, the figure 50 lacs be substituted.

Mr. Chairman: Minister sahib, is it opposed?

Chaudhry Ahmed Mukhtar : Sir, it is not opposed.

Mr. Chairman: Now, I put the amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The amendment is adopted. The Question is that 5th Schedule as amended do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. The 5th Schedule as amended stands part of the Bill. Six Schedule. Now, I put 6th Schedule to the vote of the House. The question is that 6th Schedule do form part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. The 6th Schedule stand part of the Bill. We may now take up Clause 1, the Preamble and the Title of the Bill. There is an amendment in Clause 1, standing in the name of Senator Prof. Khurshid Ahmed. Please move the amendment Prof. sahib.

Senator Prof. Khurshid Ahmed : Thank you Mr. Chairman. *Bismllah−hir Rahman−nir− Rahim.* I beg to move that in Clause 1 the Bill after Sub Clause 5, the following new Sub Clause be added namely, provisions of carriage by Air Convention shall not apply to international carriage by air performed and operated directly by the Islamic Republic of Pakistan for non−commercial purposes in respect to the functions and duties as a sovereign state and to carriage of persons, cargo and baggage for the military authorities on aircrafts registered in or leased by the Islamic Republic of Pakistan, the whole capacity of which has been reserved by or on behalf of such authorities.

جناب والا! میں اس کی ذرا وضاحت کر دوں۔

جناب چیئرمین: فرمائیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: جہاں تک Montreal Convention کی بنیاد پر ملک کے قوانین کو consolidate کرنا اور ان کو ملک کے قانون کا حصہ بنانا ہے، یہ بڑا ایک مناسب اور مفید اقدام ہے اور اسی بنا پر ہم اس Bill کو support کر رہے ہیں۔ البتہ جب میں نے دنیا کے مختلف قوانین کا جائزہ لیا تو مجھے تعجب ہوا کہ بیشتر ممالک نے ان conventions کے adoption کے ساتھ ساتھ reservations کا اظہار کیا ہے اور وہ reservations ملک کی sovereignty کے تحفظ کے لیے ہیں کہ جہاں تک commercial purposes کا تعلق ہے اس پر ہم ان کا احترام کریں گے لیکن اگر ریاست کو فوجی یا دوسرے non−commercial purposes کے لیے اپنا cargo or air traffic کرنا پڑرہا ہے تو اس پر یہ apply نہیں کرے گا۔ مثال کے طور پر آپ یہ دیکھیے کہ آسٹریا، جرمنی، ڈنمارک، اسپین، بلجیئم، ملائشیا، ریاست ہائے متحدہ امریکہ، قطر، سنگاپور، چلی، ان تمام ممالک نے مختلف الفاظ میں exceptions رکھی ہیں۔ میں نے ان تمام کو سامنے رکھ کر ملک کی sovereignty اور ملک کے military or non−military official معاملات ہیں ان

میں اس کے لیے exception کہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اہم پہلو ہے اور چونکہ اس کا تعلق ملک کی sovereignty سے ہے اور معروف ہے کہ دنیا کے بیشتر ممالک نے اس نوعیت کی، انہی الفاظ میں یا اس سے کم و بیش یہ reservations ظاہر ہیں تو اس لیے میں نے یہ ترمیم پیش کی ہے کہ اسے یہاں ہونا چاہیے۔ اس سے میری نگاہ میں یہ Bill مکمل بھی ہو جائے گا اور ہمارے جو sovereign interests ہیں ان کا دفاع زیادہ موثر انداز میں ممکن ہو سکے گا۔ یہ ایک enabling exemption ہے اور یہ دنیا کے مختلف قوانین کے مطالعے پر based ہے تو میری یہ درخواست ہو گی کہ حکومت اس معاملے میں تنگ نظری کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ یہ ایک positive چیز ہے جس کو قبول کر کے اس Bill کو improve کرے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Prof. sahib, before I ask the Minister whether he has got any objection or opposition to the amendment which has been moved by your kindself. اس کو proviso نہیں ہونا چاہیے۔ Sub Clause 4 میں اس کو proviso ہونا چاہیے It should be a proviso. Sub Clause 4 rather than another sub clause.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میری نگاہ میں دونوں ممکن ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ نے اس کو Clause 1 کا Sub Clause 5 بنایا ہے تو اس کو Sub Clause 4 کے بعد 4 کا proviso بنا لیجیے۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: ٹھیک ہے۔

Mr. Chairman: Wasim Sajjad sahib, if you can help the House in this regard. اس کو 4 Clause کے بعد proviso بنا لیتے ہیں. instead of making it Clause 6.

سینیٹر وسیم سجاد: Sub Clause 4 کے بعد proviso ہو جائے۔ ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: وزیر صاحب، اگر اس کو proviso بنا لیا جائے آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہے؟

چوہدری احمد مختار: جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: بہت، بہت شکریہ۔ اس کو ہم proviso میں convert کر لیتے ہیں۔

Provided that carriage by air convention shall not apply.

اس طرح کر لیتے ہیں۔ یہ میں ہاتھ سے کر رہا ہوں۔ اس کو ذرا آپ لکھ لیجیے۔ Provided that provision of carriage by Air

Convention shall not apply. باقی وہی رہے گا۔ یہ Sub Clause 4 کا proviso ہو گیا instead of sub clause 5.

Now, I put amendment to the House.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. The question is that Clause 1 as amended, the Preamble and the Title do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted. Clause 1, as amended, the Preamble and the Title stand part of the Bill. Please move Item No.8. Minister.

Chaudhry Ahmed Mukhtar: Sir, I beg to move that the Bill to give effect in Pakistan to the Conventions concerning international carriage by air known as the Montreal Convention for the unification of Certain Rules for International Carriage by Air 1999 and consolidate the law and applicable international conventions in relation to international carriage by air [The Carriage by Air Bill, 2011] be passed.

Mr. Chairman: It has been moved that the Bill to give effect in Pakistan to the Conventions concerning international carriage by air known as the Montreal Convention for the unification of Certain Rules for International Carriage by Air 1999 and consolidate the law and applicable international conventions in relation to international carriage by air [The Carriage by Air Bill, 2011] be passed.

(The motion was carried)

Mr. Chairman: The motion is adopted and the Bill stands passed unanimously.

آگے ٹی ۱۰

T10−28OCT2011 FAZAL\ZAFAR 11:50 UR7

Mr. Chairman: Item No. 9, Minister for Interior.

وہ تو موجود نہیں ہیں۔ بخاری صاحب! آپ move کریں گے یا defer کر دیا جائے۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: Defer کر دیں۔

Mr. Chairman: Items No. 9 and 10 are deferred. Call Attention Notice of Prof. Muhammad Ibrahim *Sahib* and Mst. Afia Zia *Sahiba* regarding the Dengue Fever, affecting thousands of people in the country.

پروفیسر صاحب خود بھی موجود نہیں ہیں۔ اس کو ہم next week لے لیتے ہیں۔ سینیٹر محمد اعظم خان سواتی صاحب! آپ کا Call Attention Notice ہے with regard to the Election Commission of Pakistan. جی چانڈیو صاحب! اس کا جواب کون دے گا؟

سینیٹر مولا بخش چانڈیو (وزیر برائے قانون و انصاف): میں جواب دوں گا۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔

Your brief statement, not more than 5 minutes under the Rules.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, it is very pertinent and legal. Basically this Call Attention Notice doesn't satisfy the requirement of Rule 59 (1) because of the inability on the part of the Government to bring the amendment with regard to Article 213 as well as other relevant Article of the Constitution for the complete functioning of independent Election Commission. Facts are that 18th Amendment was passed, it is a part of Constitution now and the implementation work has already been started but it is a great vacuum, we feel that without filling of that vacuum the Election Commission can't function independently. I describe independent Election Commission as a mother of all democracy. The institution of democracy can't work without this very institution. Therefore, this is a matter of sufficient public importance, I am furnishing the notice and want to draw

the attention of honourable Law Minister as to why the bill to amend the Article 213 of the Constitution of Pakistan has not been moved, has not been introduced? It is pertinent to note that the Government has duly appointed members of Election Commission. However their services structure, tenure of their services, pay, privileges and perks and other relevant matters are not addressed or explained in the Constitution. Therefore, no legal or Constitutional protection is provided to the Election Commission Members which is a clear violation of the content of the 18th Amendment. Sir, there was a typo in the last paragraph, all of that is clear violation, it is not end, it is of the intent of the 18th Amendment. Thank you very much sir.

جناب چیئرمین: جی منسٹر صاحب۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب چیئرمین! مہربانی۔ 18ویں ترمیم کی روشنی میں تو الیکشن کمیشن کے ممبران کی تقرری ہوچکی ہے اور ان کی تنخواہ اور مراعات کے سلسلے میں بھی فوری طور پر بجٹ لیا گیا ہے اور ان کو دی جارہی ہیں۔ چونکہ پہلے sitting judges مقرر کئے جاتے تھے اور اب ریٹائرڈ ججز ہیں تو ان کے لئے قانون سازی کرنی ضروری ہے۔ اس کے لئے ہم نے سمری move کرکے Cabinet Division کو بھیج دی ہے۔ انشاء اللہ آئندہ آنے والے Cabinet کے اجلاس میں اس کی اصولی منظوری آجائے گی اور اس کے بعد ہم اسمبلی میں بھی لے آئیں گے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! منسٹر صاحب اس بات کی گارنٹی دیتے ہیں۔ وہ مشورے دیتے ہیں۔ He is a very honourable man. یہ اس لئے بھی بڑا ضروری ہے کہ سپریم کورٹ نے already اس کے اوپر۔۔۔۔

جناب چیئرمین: سواتی صاحب! انہوں نے بتادیا ہے۔ Cabinet میں آجائے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب چیئرمین! میری گزارش ہے کہ اس کو مزید delay نہ کیا جائے کیونکہ صرف تنخواہ دینے کا مقصد نہیں ہے۔ ہمیں الیکشن کمیشن کی ضرورت ہے اور یہ انتہائی ضروری ہے کہ اس کا کریڈٹ کم از کم Law Minister *sahib* کو جانا چاہیے۔

سینیٹر مولا بخش چانڈیو: جناب چیئرمین! آنے والی میٹنگ میں آپ دیکھیں گے کہ اس کی منظوری آجائے گی۔

جناب چیئرمین: جی، زاہد صاحب۔ اس کے بعد شاہ صاحب ہیں۔

سینیٹر محمد زاہد خان: شکریہ، چیئرمین صاحب۔ ہم جب آتے ہیں اور ٹیبل پر بیٹھتے ہیں تو ہمارا یہ خیال ہوتا ہے کہ business چلے گا۔ آپ نے بھی اس دن کہا تھا کہ business نہیں ہوتا۔ ہم ہر سیشن سے پہلے جو ملک میں burning issues ہوتے ہیں ان کے بارے میں تحریک التواء جمع کرواتے ہیں۔ کیونکہ جب کوئی مسئلہ point of order پر اٹھتا ہے تو منسٹرز اس کا جواب دیں یا نہ دیں اور اگر وہ کوئی غیر مطمئن جواب دیں تو ممبر کچھ بھی نہیں کہہ سکتا۔ اس لئے ہم نے ہر سیشن کے بعد تحریک التواء ضرور جمع کروائی ہے۔ واپڈا کا مسئلہ ہو یا Law and order کا مسئلہ ہو لیکن میں جب سے سینیٹر بنا ہوں آج تک ایک تحریک التواء کی باری بھی نہیں آئی ہے۔ اگر ایسا مسئلہ ہو تو پھر اس کا کیا طریقہ کار ہے۔ Business پھر کیسے چلے گا؟ لوگ تو یہی کہیں گے کہ سینیٹ کے ممبران صرف آکر اپنے لئے پیسے بناتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ عوام کے جو مسائل ہیں اگر وہ اس ہاؤس میں discuss نہ ہوں۔۔۔۔ میں نے دو تحریکیں 194 کے تحت جمع کروائی ہیں۔ وہ بھی نہیں آئی ہیں۔ اب ان میں بھی عوامی مسئلے ہیں۔ عوام کی مشکلات کی نشاندہی کرتے ہیں، ہاؤس ان پر debate کرے گا اور جب ہاؤس debate کرے گا تو عوام کو یہ پتا چلے گا کہ سینیٹ والے ہمارے لئے کچھ کر رہے ہیں۔ اگر ہم ان کو نہیں لائیں گے تو ہم point of order پر کھڑے ہو کر بولیں گے اور point of order کا جو حشر ہوتا ہے وہ ہم سب کو معلوم ہے۔ میں تو جناب! آپ کی وساطت سے میڈیا سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ حکومت تو ہمارے ساتھ ناانصافی کرتی ہے مگر آپ تو اس ہاؤس سے ناانصافی نہ کریں۔ مہربانی کرکے جو کام ہم ادھر کر رہے ہیں آپ کم از کم عوام کو بتائیں کہ سینیٹ ایک واحد ادارہ ہے یہاں۔ باقی اداروں میں ادھر ادھر کی باتیں بھی ہوتی ہیں لیکن یہاں پر صرف issues پر بات ہوتی ہے۔ جناب! آپ نے دیکھا کہ اپوزیشن نے ابھی واک آؤٹ کیا تو ہم بھی ان کے ساتھ چلے گئے۔ یہاں پر تو صرف issues پر بات ہوتی ہے۔ قومی اسمبلی اور سینیٹ میں بہت فرق ہے۔ یہاں عوامی issues پر سب ایک ہوتے ہیں اور تمام پارٹیوں کا آپس میں اختلاف رائے بھی ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں آپ کی وساطت سے ان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ کم از کم عوام کو بتائیں کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟

جناب چیئرمین: بڑی اچھی باتیں کی ہیں۔ I will look into it. جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! Rules of Procedure and Privileges کی کمیٹی نے جو رپورٹس تیار کی ہیں، اس کے بعد چار سیشن ہو چکے ہیں لیکن وہ رپورٹس ابھی تک سینیٹ میں پیش نہیں ہو سکیں۔ کبھی بجٹ کا سیشن ہوتا ہے اور کبھی صدر مملکت کی تقریر پر بحث ہوتی ہے۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے؟ ہم نے تو آپ سے پہلے بھی request کی ہے کہ وہ ترامیم لائی جائیں اور انہیں پاس کریں۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ جلدی آجائیں گی۔ جی، ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: شکریہ جناب چیئرمین۔ میرا بھی point of order عوامی اور پاکستانی مسئلے کی طرف ہے لیکن مایوسی میرے سر پر پہلے سے ہی سوار ہو گئی ہے کہ سرکاری بینچ کے اراکین خود رو رہے ہیں کہ ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہو رہی ہے، ملک اور عوام کے ساتھ یہ یہ زیادتی ہو رہی ہے۔ وہاں پر اپوزیشن کے کسی ممبر کی کیا بات سنی جائے گی لیکن بہرحال اپنا اخلاقی، قانونی اور سیاسی فریضہ ادا کرتے ہوئے جناب کی اجازت سے میں یہ point of order پیش کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین! ایک بار پھر پاکستان کی حدود کے اندر شمالی وزیرستان اور جنوبی وزیرستان پر ڈرون حملے ہوئے ہیں۔ میں جناب چیئرمین! صرف ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں کہ پارلیمنٹ جو کہ ایک بڑا سپریم ادارہ ہے، ڈرون حملے جو بیرونی طاقت کا ایک شغل بن گیا ہے اور ہماری شاید خوراک بن گئی ہے، ہمارا ہاضمہ اتنا مضبوط ہو گیا ہے کہ ہم اتنی بڑی خوراک کھا کر بھی ڈکار نہیں مارتے اور ہضم کر جاتے ہیں۔

(آگے T11 پر جاری ہے)

T11-28OCT2011 UR2 SAIFI TIME 12:00

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: -----جاری ہے-- ہمارا ہاضمہ اتنا مضبوط ہو گیا کہ ہم اتنی بڑی غذا کھا کر بھی ڈکار نہیں مارتے، ہضم کر جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! دو دفعہ پارلیمنٹ نے قراردادیں پاس کیں، پاکستان کی سب سے بڑی آل پارٹیز کانفرنس ہوئی، ابھی ہفتہ نہیں ہوا مذاکرات ہوئے، یقین دلایا گیا، یقین لیا گیا، کہ نہیں جناب اے پی سی کے ریزولیوشن کی روشنی میں، جناب چیئرمین! جو فکر مندی کی بات ہے اس حرکت سے، یہاں پر وزیر دفاع صاحب تشریف فرما تھے، اب تشریف لے گئے ہیں اگر آپ انہیں بلوا سکیں تو کیونکہ he is the relevant person چونکہ بیک وقت پاکستان کے تین بڑے اداروں کی توہین ہو رہی ہے اور کھلم کھلا ہو رہی ہے۔

نمبر ا ڈیفنس، پاکستان کے ڈیفنس کی توہین بھی ہو رہی ہے، مذاق بھی اڑایا جا رہا ہے، لوگوں پر خوف بھی طاری ہے۔ دوسری طرف پاکستان کے سب سے بڑے ادارے پارلیمنٹ کی توہین ہو رہی ہے کہ پاکستان کے سب سے بڑے ادارے کے ساتھ، اگر اس کا حال یہ ہے کہ اس کی پاس کیے ہوئی قراردادیں، اس کی نشاندہی کا اگر حال ہے تو باقی اداروں کا، باقی لوگوں کا کیا حال ہو گا۔

تیسرا بڑا ادارہ وزارت خارجہ، اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے۔ اتنا بڑا بجٹ ہم پاس کرتے ہیں، وہ فارن پالیسی، وہ فارن آفس کیا کر رہا ہے؟ جناب چیئرمین! اب تو حد ہو گئی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر موجودہ ارباب اقتدار بے بس ہیں، کچھ نہیں کر سکتے تو خدارا وہ اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو جائیں۔ ایک طرف ہٹ جائیں۔ اٹھارہ کروڑ عوام کو کہیں، جائیں آپ اپنا کوئی اور بندوبست کر لیں، ہم فارن آفس نہیں چلا سکتے۔ ہم ہیلری کلنٹن کے سامنے کوئی بات نہیں کر سکتے۔ ہم ڈرون حملوں کو نہیں روک سکتے۔ ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہیں۔ ہم پارلیمنٹ کی قراردادوں کا احترام نہیں سکتے۔ جناب چیئرمین! آپ کا ماشاء اللہ بڑا تجربہ ہے۔ آپ بھی اس بے بس، مظلوم عوام کو، ان مظلوم اداروں کو، پارلیمنٹ کو آپ ہی کوئی راستہ بتا دیں کہ ہم کہاں جائیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ میاں رضا ربانی صاحب۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: جناب والا! آپ کے توسط سے حکومت کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ پاکستان پیپلز پارٹی بنیادی طور پر مزدوروں کی جماعت ہے اور یہ نہایت افسوس کا مقام ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہو، گو کہ اس میں کچھ پیوند غلط لگے ہوئے ہیں لیکن بہر حال بنیادی طور پر پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہے۔ اس حکومت کے دور میں ریلوے کے ملازمین کو تنخواہیں نہ ملیں اس کے ساتھ ساتھ پنشن بھی نہ ملے۔ مجھے کہنا پڑتا ہے کہ یقیناً یہ ایک mismanagement ہے کیونکہ جیسے ہی صدر پاکستان نے ریلوے میں پنشن کا نوٹس لیا تو فوری طور پر لوگوں کو پنشن ملنی شروع ہو گئیں۔ جب نوٹس لینے پر پنشن مل سکتی ہے تو یقینی طور پر اس میں کوئی rocket science involve نہیں ہے کہ لوگوں کو جان بوجھ کر تنگ کیا جائے اور ان کو پنشن نہ دی جائے اور اس کی وجہ سے ایک موت بھی واقع ہوئی۔ لہٰذا ریلوے کی نہ تو پرائیویٹائزیشن ہونی چاہیے، جیسے میں نے کل کہا کہ درحقیقت کچھ بابوؤں کی کوشش یہ ہے کہ اس طرح ان اداروں کو خراب کر کے، ان اداروں کی مالی حالت کو خراب کر کے پرائیویٹائزیشن کی طرف دھکیلا جائے۔ لہٰذا میں آپ کی توسط سے ایک بار پھر حکومت سے اس بات پر زور دوں گا کہ ریلوے کے ملازمین کی تنخواہیں، ریلوے ملازمین کی پنشن، جو صدر مملکت کے کہنے پر ان کو فوری طور پر ملی، ان کو فوری طور پر دی جائے اور ریلوے کی پرائیویٹائزیشن کی اگر کوئی ارادے ہیں تو اس کو ترک کیا جائے۔

دوسری بات جناب والا! آپ کے توسط سے توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ جو معاہدہ KESC کے ملازمین کے ساتھ حکومت سندھ نے گورنر صاحب کے ذریعے سے کروایا گیا اس معاہدے کی خلاف ورزی KESC کی انتظامیہ مسلسل کر رہی ہے۔ اس ہاؤس میں ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں کہ KESC کی انتظامیہ مزدور دشمن، مزدور کش انتظامیہ ہے۔ اس نے چار ہزار سے زائد مزدوروں کو پہلے ایک قلم کے ساتھ نوکریوں سے فارغ کیا، پھر ان پر کیسز بنائے اور افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت ہوتے ہوئے KESC کے ملازمین پر انتظامیہ کی ایما پر Terrorism کی دفعات لگائی گئیں اور پھر Terrorist Court میں جا کر ان دفعات کو set aside کیا گیا۔ لہٰذا KESC کے ساتھ، KESC کے مزدوروں کے ساتھ جو agreement ہوا تھا اس agreement کو بھی پایا تکمیل تک پہنچایا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، جی سواتی صاحب۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: جناب والا! میں آپ کے ذریعے سے اپنی سیاسی اور ملٹری قیادت کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ چند دن پہلے حامد کرزئی صاحب نے جو معنی خیز بیان پاکستان کی دوستی اور خطے میں امن کے لیے دیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ پارلیمنٹ کا اور پاکستان کا ہر فرد اس دوستی کے لیے اپنے ہاتھ آگے بڑھائے گا۔ یہ جانتے ہوئے کہ نیٹو اور امریکن فوج کو اس خطے میں مکمل طور پر شکست ہونے کے بعد انہوں نے اپنی ساری توجہ پاکستان پر مرکوز کر لی ہے۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ دو ہزار چار سو کلومیٹر جو ہماری مغربی سرحدات ہیں اس کی حفاظت ہماری افواج، پختون بیلٹ، بلوچ بیلٹ کرنے سے قاصر ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس خطے میں بنیادی عوامل کو دیکھا جائے۔ سیاسی اور ملٹری قیادت اس معنی خیز بیان کو لے کر، اس سارے پس منظر کو حقیقت کا روپ دلانے کے لیے نہ صرف اپنی توجہ بلکہ عملی صورت اختیار کرے۔ آنے والے وقت میں اس خطے میں امریکہ کے وہاں سے شکست کھانے کے بعد، نکلنے کے بعد اور پاکستان پر اس کا جو direct اثر ہوگا اس کے تحت ہمیں اپنے تعلقات کس طریقے سے افغانستان سے مربوط کرنے کی ضرورت ہے۔ آنے والے حالات کو دیکھتے ہوئے، آنے والی عوامی قوت کو دیکھتے ہوئے، وہاں کے مجاہدین کو دیکھتے ہوئے، جو انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک کی قسمت کا فیصلہ جلد کریں گے، ان کے ساتھ ہمارے روابط کس طریقے کے ہونے چاہیئں تاکہ ہمیں آنے والی دشواری اور بھارت کا جو وہاں پر وجود ہے اس سارے تناظر کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں پاکستان کے لیے مربوط، عملی اور domestic خارجہ پالیسی بنانے کی ضرورت ہے اس پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ میں آپ کا بے حد ممنون ہو کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں آپ کی توجہ اور آپ کے ذریعے سے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ اٹھارھویں آئینی ترمیم ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے اور اسے unanimous support ملک اور پارلیمنٹ میں حاصل رہی ہے لیکن اس پر عملدرآمد کے بارے میں حکومت نے جو رویہ اختیار کیا ہوا ہے وہ نہایت قابل اعتراض ہے اور میں آپ کو خاص طور پر چند specific چیزوں کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

نمبر ۱۔ Article 29 directive principle of the State policy. آپ کو یاد ہوگا کہ پہلے directive principle پر کہاں تک عمل ہوا ہے، اس کی سالانہ رپورٹ صرف اسمبلی کے لیے تھی، سینیٹ excluded تھا لیکن اٹھارہویں ترمیم میں amendment کے ذریعے سے یہ بات طے کی گئی کہ رپورٹ پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں میں پیش کی جائے گی۔ اپریل ۲۰۱۰ میں موصول ہوئی ہے اور میں یہ سوال اٹھانا چاہتا ہوں کہ آج تک میرے علم کی حد تک سینیٹ میں حکومت کی طرف سے جو سالانہ رپورٹ آنی چاہیے تھی وہ نہیں آئی۔ یہ آئین کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔

نمبر ۲۔ اٹھارھویں ترمیم میں صدر اور وزیراعظم کے اختیارات کو مکمل طور پر revisit کیا اور پارلیمانی روایات کے مطابق central power وزیراعظم اور symbolic head جو Federation کا نمائندہ ہو، اس کی علامت ہو لیکن آپ دیکھیے کہ ہائی کورٹ کے فیصلوں کے باوجود عملاً executive activity حتیٰ کہ top level پر agreements, projects سب اسی طریقے سے ایوان صدر سے آرہے ہیں جو اب اس دستوری فریم ورک کے اندر درست نہیں۔ وزیراعظم نے اپنی powers کو abrogate کیا ہوا ہے اور دستوری transfer کے باوجود صدر اسی طرح رول ادا کر رہے ہیں اور پارٹی کے head کی حیثیت سے، پارٹی کی activities بھی ایوان صدر سے ہو رہی ہیں۔ جو بیانات اور مضامین دنیا میں پالیسی کے آرہے ہیں، ٹھیک ہے صدر کے نام پر وہ چیز ہوتی ہے لیکن جو---- جاری ہے----

T12-28OCT2011 FAHEEM/ ED Javaid Iqbal 12:10 P.M. ER12

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: (جاری------) ٹھیک ہے صدر کے نام پر وہ چیز ہوتی ہے، جو center of gravity ہے وہ change ہوا ہے لیکن عملاً ایسا نہیں ہوا ہے۔ یہ بھی دستور کی خلاف ورزی ہے۔ ساتھ ہی ایک تیسرا مسئلہ ہے جو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ 18 ویں ترمیم کے تحت یہ مسئلہ اٹھایا گیا کہ وزراء کی تعداد کم ہونی چاہیے۔ دنیا کے تمام ممالک کو آپ دیکھ لیں، جمہوری ممالک میں امریکہ اور برطانیہ جیسے ممالک میں بھی full ministers کی تعداد انگلیوں پر گنی جاتی ہے۔ کہیں پر بھی یہ 2

figures میں نہیں ہیں اور اگر کہیں ہیں تو 15 ,12 سے آگے نہیں بڑھتی۔ ہم نے political pressures کی بنا پر 11% تک کی اجازت دی۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ اس کی application اگلے elections سے ہونا ہے لیکن وہ intent of the Parliament کو ظاہر کرتا ہے اور اسے violate کیا جا رہا ہے اور آپ نے دیکھا ہے کہ 18 ویں ترمیم کو نظر انداز کرتے ہوئے جہاں 18 وزارتیں صوبوں کو دی گئی ہیں، تین وزارتیں جولائی میں اور چار وزارتیں، اب مرکز میں نئی بنائی گئی ہیں۔ یہ تینوں چیزیں میری نگاہ میں دستور کی clear violation ہے اور ہمارا فرض ہے as defenders of the Constitution, ہم نے عہد کیا ہے اور یہ ہمارے oath کا حصہ ہے کہ we will protect and defend the Constitution. یہ اس کی violations ہیں اور ان کو ختم کیا جانا چاہیے، یہ بڑا serious مسئلہ ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: جی فرح عاقل صاحبہ۔

سینیٹر فرح عاقل: جناب والا! جیسے کہ آپ کو پتا ہے آج کل دیکھنے میں آ رہا ہے کہ ہر دوسرے دن کوئی نہ کوئی احتجاج کر رہے ہوتے ہیں۔ لوگ باہر سڑکوں پر نکل رہے ہوتے ہیں، چاہے وہ ریلوے کے ملازمین ہیں یا students ہیں جن کے results میں گھپلے ہوئے ہیں۔ میں یہاں پر ذکر کرنا چاہوں گی lady health visitors کا جن کو تنخواہیں نہیں ملیں اور ان کے ساتھ بدسلوکی کی گئی ہے، ان کا کیا قصور ہے؟ صرف یہ قصور ہے کہ وہ بے چاریاں غریب خاندانوں سے تعلق رکھتی ہیں یا ان کا کوئی والی وارث نہیں ہے۔ وہ اپنے حق کے لیے نکلی تھیں کہ ان کی جو تنخواہیں بنتی ہیں وہ ان دے دی جائیں۔ میں یہاں authorities concerned کو یہ کہنا چاہوں گی ایسی نوبت نہ آنے دیں کہ لوگ سڑکوں پر نکل آئیں۔ یہ کیا scenario بن رہا ہے اور ہم باہر کی دنیا میں کیا تصور پیش کر رہے ہیں۔ ایک طرف تو ہم کوشش کرتے ہیں کہ باہر ہمارے ملک کا ایک اچھا image جائے اور دوسری طرف ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے اپنے ملک میں ہمارے ہاتھوں، ہماری اپنی لاپرواہیوں اور کوتاہیوں کی وجہ سے ایک ایسی situation create ہو گئی ہے کہ کہیں بھی نظم وضبط نظر نہیں آ رہا ہے۔ میں یہاں پر ایک اور بات کہنا چاہوں گی کہ ہماری حکومت کا کتنا منافقانہ attitude ہے۔۔۔۔

(اس موقع پر ظہر کی اذان ایوان میں سنائی دی گئی)

جناب چیئرمین: جی فرح عاقل صاحبہ۔

سینیٹر فرح عاقل: شکریہ جناب چیئرمین- جناب والا! میں کہہ رہی تھی کہ کتنا منافقانہ سا یہ رویہ ہے کہ کچھ عرصہ پہلے کی یہ بات ہے، اتنی پرانی بات نہیں ، یہ بات آپ کو بھی یاد ہو گی کہ ہماری جو lady councilors تھیں ان کا بھی یہی مسئلہ تھا کہ ان کو اعزازیہ نہیں ملا تھا- انہوں نے صرف یہ request کی تھی ہم اتنا کام کرتے ہیں اور آپ کو اور ہمیں بہت اچھا طرح پتا ہے کہ کس طرح grass root level پر وہ کام کر رہی تھیں- وہ ان جگہوں پر پہنچ پاتی ہیں جہاں پر ہم بھی نہیں پہنچ سکتے- اگر ان کو اچھے طریقے سے support کیا جاتا یا ان کو وہ اعزازیہ دے دیا جاتا تو بہتر ہوتا لیکن وہ تو سرے سے ختم ہی کر دیا گیا تھا- تو پھر ہم یہ کیوں کرتے ہیں کہ ہم باہر جا کر CEDAW (Committee on Elimination of Discrimination Against Women) میں یا ادھر ادھر signatories بن جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم یہ کر رہے ہیں اور ہم وہ کر رہے ہیں- ہم خواتین کو آگے لا رہے ہیں- ہمارے ملک میں یہ ہو رہا ہے جبکہ اصل میں، حقیقت میں تو حال اس کے بالکل contrary ہو رہا ہے- لہذا جناب والا! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے آپ کو اس طرح نہ پیش کریں اور ہم اپنے آپ کو خود ہی controversial بنا لیتے ہیں اور اپنے اوپر ہنسواتے ہیں - اسی لیے تو ہماری آج اتنی عزت رہی نہیں- لہذا جناب والا! ان lady health visitors کا بھی تھوڑا سا خیال کیا جائے- یہاں پر جیسے ربانی صاحب نے بات کی وہ نوبت کیوں آتی ہے کہ جب کوئی مر جائے خدانخواستہ یا کوئی بہت بڑا mishap ہو جائے- اس کے بعد ہم لوگ action میں آتے ہیں- اس کے بعد ہم کوئی reaction دکھاتے ہیں- ہم پہلے سے کیوں نہ کوئی ایسا طریقہ کار بنا لیں کہ ہر چیز کو systematic کر دیں- ہر چیز کو اس طرح سے چلائیں کہ کوئی ایسی نوبت آئے کہ ہر دوسرا بندہ مجبور ہو کر باہر نکلے اور اپنے آپ کو مارے یا جلائے یا اس کو heart attack ہو جائے- شکریہ-

جناب چیئرمین: جی حاجی عدیل صاحب-

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جناب چیئرمین! یہ ایوان جو ہے، پاکستان کا ایوان ہے- کیا آپ کی موجودگی میں اس ایوان کے اراکین کو یہ اجازت ہے کہ ہم یہ کہیں کہ ہمسایہ ملک میں کل فلاں گروپ کی حکومت ہو گی، انشاء اللہ اور وہ بھی اس حکومت کے خلاف جس کو ہم نے تسلیم کیا ہوا ہے- یعنی ابھی کچھ دیر پہلے ایک محترم اٹھے اور کہا کہ افغانستان میں انشاء اللہ مجاہدین کی حکومت ہو گی - اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ کل جو تحریک طالبان پاکستان نے سوات پر قبضہ کیا تھا تو اسی پارٹی کی حکومت پختونخوا میں تھی تو ان کے ایما پر تحریک طالبان پاکستان سوات پر حکومت کر رہے تھے- کل اگر افغانستان کے ایوان سے ایک آواز اٹھے کہ انشاء اللہ پاکستان میں تحریک طالبان

پاکستان کی حکومت ہوگی تو کیا ہم protest نہیں کریں گے۔ آج یہ ایوان بات کرتا ہے کہ وہاں جو حکومت ہے وہ ختم ہو جائے گی اور ان لوگوں کی حکومت ہوگی جن کے خلاف ہم اور آپ سب لڑ رہے ہیں۔ جن کی دہشت گردوں کے خلاف ہم نے، ہماری فوج نے، ہماری سیاسی پارٹیوں نے 35000 لوگوں کی قربانیاں دی ہیں۔ تو جناب! آپ ایسے بیانات کی اجازت بھی دیتے ہیں اس ایوان میں بیٹھے ہوئے۔۔۔۔۔۔

(Followed by T13)

Azhar/Sial/Zafar (Ed.) ur1 t13−28oct2011

سینیٹر حاجی محمد عدیل: (جاری) جناب! آپ اس ایوان میں بیٹھ کر ایسے بیانات کی اجازت بھی دیتے ہیں۔ کیا یہ بری بات ہے کہ پاکستان کے ایک ہمسایہ ملک کے صدر نے ہماری قومی زبان میں کہا کہ اگر پاکستان پر کوئی حملہ ہو، چاہے امریکہ کرے یا انڈیا سے ہو یا روس سے ہو، ہم پاکستان کے ساتھ کھڑے ہوں گے؟ انہوں نے کیا جرم کیا کہ پاکستان کا کچھ پرنٹ میڈیا اور پرنٹ میڈیا کے کچھ نمائندے اس کے خلاف ایک مہم چلا رہے ہیں۔ گزشتہ دنوں اس مہم کے نتیجے میں جنگ گروپ کے ایک کالم نویس نے پختونوں کو گالیاں دیں اور کسی پرانے انگریز صحافی کی کتاب کے حوالے دیے ہیں۔ جناب چیئرمین! اگر کسی صدر نے پاکستان کے حق میں اچھی بات کی ہے تو اس بات کو تسلیم کر لینا چاہیے۔ اسے welcome کرنا چاہیے بجائے اس کے کہ تاجک، ہزارہ اور پختونوں کے درمیان غلط فہمی پیدا کریں اور پختونوں کو indirectly گالیاں دیں۔ نقل کفر کفر باشد۔ اگر کسی نے غلط بات کہی ہے تو جناب چیئرمین! میں احتجاج کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین: چلیے ٹھیک ہے۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: اگر پاکستان میں آپ پختونوں کو گالیاں دیتے ہیں، پختون صرف افغانستان میں نہیں رہتے، پاکستان میں بھی رہتے ہیں۔

جناب چیئرمین: آپ کا موقف آ گیا ہے۔ شکریہ۔ جی مندوخیل صاحب۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: میں نے آپ کی بات سن لی ہے۔ آپ کا موقف آ گیا ہے۔ شکریہ جی۔

Everybody has got a right to express their views.

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں حاجی عدیل صاحب کی بات کی مکمل تائید کرتا ہوں اور اسی حوالے سے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کے لیے میں نے آپ سے درخواست کی ہے۔ جناب چیئرمین! ایک تو وقت کی وجہ سے مسئلہ ہے لیکن میں اتنا کہوں گا کہ اگر ہم مروجہ طریق کار کے مطابق تحریک التواء پیش کرتے تو بات ہو جاتی لیکن ہماری بد قسمتی ہے کہ اسے ہم نے پوائنٹ آف آرڈر میں تبدیل کر دیا اور پوائنٹ آف آرڈر پر کوئی مسئلہ، خواہ وزارت خارجہ کا ہو، خواہ امن و امان کا ہو، کوئی اور ہو، بڑا مسئلہ پوائنٹ آف آرڈر پر بیان نہیں ہو سکتا۔ جناب والا! اس حوالے سے بات کی گئی ہے کہ یہ پارلیمنٹ ہے اور ابھی کسی نے بیان دیا ہے کہ پارلیمنٹ نے مشترکہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا ہے۔ جناب! پارلیمنٹ کے مشترکہ اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پاکستان کا سب سے بڑا بنیادی دشمن terrorism ہے۔ پاکستان کی بہترین strategy یہ ہے کہ terrorism کی بنیادوں کا خاتمہ کیا جائے۔ یہ دوسری قرارداد کا مفہوم ہے۔ آل پارٹیز کانفرنس کی کلاز ۱۰ اور ۱۳ کو آپ پڑھیں۔ اس میں واضح لکھا ہے کہ ان دو قراردادوں کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ دہشت گردی کا خاتمہ بنیادی چیز ہے لیکن یہاں جناب والا یہ لوگ پوائنٹ آف آرڈر کے وقت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے پاکستان کی خارجہ پالیسی پر یہ مشورہ دیتے ہیں کہ اپنے پڑوسی ملک پر قبضہ کر لو۔ ان کا پوائنٹ یہ ہے کہ افغانستان کے ساتھ ہمارے مفادات یہ ہیں کہ چونکہ ہم نے ان کی مدد کی ہے، اس لیے وہ ہمارے تابع فرماں ہوں۔ ۱۸۷۸ء میں ایک کریگنری نامی انگریز تھا، جس نے افغانستان سے کہا کہ مجھے resident بننا ہے، تم پر بالادستی قائم کرنی ہے۔ پھر انہوں نے افغانستان پر جنگ مسلط کی اور واقعی بالائی سار قلعہ میں وہ resident تھا لیکن اس کریگنری کے بارے میں آپ سب کو اتنا بتا دوں، مردان والے جانتے ہیں کہ کریگنری کی قبر کہاں ہے۔ وہاں اس کی قبر ہے۔ وہاں اسے مارا گیا اور اس کا جنازہ اس وقت یہاں پہنچا، جب مردان پر انگریزوں کی بالادستی قائم تھی۔ آج بھی وہاں وہ قبرستان ہے۔ عرض یہ ہے کہ strategic interest کے حوالے سے آپ خارجہ پالیسی بنا رہے ہیں۔ اس کے کیا معنی ہیں؟ آپ کہتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ آپ افغانستان پر قبضہ کریں۔ میں درخواست کروں گا کہ یہ پارلیمنٹ ہے۔ یہ سن لے۔ اس مسئلے کو اس طرح نہ دیکھیں، جس طرح اخبار والے یا دوسرے پیش کرتے ہیں۔ افغانستان، پاکستان ہمسائے ہیں۔

جناب چیئرمین: مندوخیل صاحب! نماز کا بھی وقت ہو رہا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: پاکستان، افغانستان، ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں۔ برابری کی بنیاد پر ان کا ایک دوسرے کے ساتھ رشتہ قائم ہونا چاہیے۔ یہ ہماری پارلیمنٹ کے فیصلے ہیں۔

جناب چیئرمین: ہر ایک کا ایک ایک پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: ہم اس طرح کی باتیں کرتے ہیں۔ اس کا آخر میں کیا نتیجہ نکلے گا۔ ہم پھر اسی طرح نادم ہوں گے۔ بنگال پر ہم آج تک سینہ کوبی کر رہے ہیں۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی راجہ صاحب .you are the last one سب کا ایک ایک پوائنٹ آف آرڈر آ گیا ہے۔ آپ پھر Monday کو لے لیجیے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: زاہد صاحب! بولنے تو دیجیے۔ آپ تو کسی کو بولنے ہی نہیں دے رہے۔ ہر آدمی کو بولنے کا حق ہے۔ پہلے وہ بولیں تو سہی۔ اگر وہ آپ کے خلاف بولیں گے تو آپ بولیے گا۔ انسان صبر کے ساتھ دوسرے کی بات بھی سنتا ہے۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! میں دوبارہ راجہ صاحب سے بھی معذرت چاہتے ہوئے عرض کروں گا چونکہ حزب اختلاف کے بینچوں سے ہمارے ایک سینیٹر رکن نے یہ بات کی ہے۔ اس کا ترجمہ کچھ ایسے بنتا ہے۔ کیا یہ ڈرون حملوں کی حمایت کر رہے ہیں؟ کس نے کہا ہے کہ دوسرے ملک پر چڑھ دوڑو اور قبضہ کر لو؟ اور یہ پارلیمنٹ اور اے پی سی کا حوالہ دے رہے ہیں۔ یہ کھل کر بات کریں۔ میں اس لیے بات کر رہا ہوں۔ اگر حزب اقتدار سے بات آتی تو شاید ہم در گزر کر جاتے۔ کیا یہ حزب اختلاف کا یہ تاثر دینے کی کوشش کر رہے ہیں کہ ہم ڈرون حملوں کے حامی ہیں؟ پاکستان کی خارجہ پالیسی، پاکستان کے دفاع، پاکستان کی پارلیمنٹ کو کیا ڈرون حملہ آکر بچائے گا؟ ہم اپنے ہمسایہ ممالک کو، خواہ وہ کوئی بھی ہوں، قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس طرح ہمیں اپنی آزادی پیاری ہے، اسی طرح کسی دوسرے ملک کی آزادی بھی پیاری ہے۔ ہم نے یہ نہیں کہا۔ کسی نے بھی نہیں کہا۔ عدیل بھائی نے کہا ہے کہ جناب کرزئی نے یہ کہا ہے کہ اگر پاکستان پر حملہ ہو گا، چاہے انڈیا کرے یا امریکہ کرے، میں پاکستان کا ساتھ دوں گا۔ اسے پورے پاکستان نے welcome کیا لیکن دوسری طرف انہوں نے جو somersault مارا، وہ انہیں پتا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: جی راجہ صاحب! آپ کا آخری پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: آپ کو بھی موقع مل جائے گا۔ آپ کو بھی موقع دیں گے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: راجہ صاحب کوئی اور بات کرنا چاہ رہے ہیں۔ راجہ صاحب! ان کو پہلے فلور دے دیتے ہیں۔ چلیے۔

سینیٹر محمد زاہد خان: آپ کو اس کی ابتدا نہیں کرنی چاہیے تھی کہ ایک معزز ممبر اٹھتا ہے اور یہاں سے افغانستان کے لیے کہتا ہے کہ وہاں کون سی حکومت بنے گی اور کون سی نہیں بنے گی۔ کل اگر ہندوستان کی پارلیمنٹ سے کوئی بندہ اٹھ کر کہے کہ پاکستان میں یہ حکومت بنے گی اور یہ نہیں بنے گی، کیا ہم اسے برداشت کر لیں گے؟ جناب! ہم کیوں ایسے کرتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ڈرون حملے جائز قرار دیے۔ ڈرون حملے جائز نہیں ہیں لیکن کیا یہ غلط ہے کہ جتنے بھی foreigners ہیں، جتنے بھی terrorists ہیں، آپ کے اندر سے پکڑے جا رہے ہیں؟ اس نے یہ نشاندہی کی ہے کہ آپ کے اندر سے جو پکڑے جا رہے ہیں، ان کا تو خاتمہ کریں۔ وہ تو کر ہی نہیں سکتے۔ اس کے لیے تو آپ بولتے نہیں ہیں۔ آپ کی سرزمین پر جو آیا ہے۔ وزیرستان میں بیٹھا ہے، وہ کیا کہتا ہے؟ وہ وزیرستان میں بیٹھ کر چیچنیا آزاد کروا رہا ہے۔ وہ وزیرستان میں بیٹھا ہوا ہے اور فلسطین کو آزاد کروا رہا ہے۔ وہ وزیرستان میں بیٹھ کر سنکیانگ کو آزاد کروا رہا ہے۔ ازبکستان کا بندہ، وزیرستان میں بیٹھا ہوا ہے، وہ ادھر ازبکستان کو روس سے آزاد کروا رہا ہے۔ یہ کون سا انصاف ہے؟ یہ کہاں کی بات ہے؟ یہ بھائی ان کو کہہ دیں کہ وہ ادھر جا کر جہاد کریں۔ ہم ان حمایت کریں گے۔ ایسا نہیں ہے کہ یہاں سے ٹانگ اڑا کر کہیں کہ اس کو آزاد کرائیں۔ اس نے ہمارے ملک کا بیڑہ غرق کر دیا ہے۔ معیشت بیٹھ گئی ہے۔ آپ ہمیں کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ یہ ضیاء الحق تھا جس نے اس ملک کو دلدل میں پھنسایا ہے۔ ہم اور آپ ڈرونز پر چیخ رہے ہیں، یہ وہ ضیاء الحق تھا، جس کی آپ نے حمایت کی تھی، جس نے اس ملک کا بیڑہ غرق کیا تھا۔ آپ اس وقت کیوں نہیں بولے۔ ہم اس وقت چیخ رہے تھے کہ یہ ملک نہیں بچے گا، جب آپ افغانستان میں کچھ کریں گے۔ آج بھی ہماری یہی سوچ ہے کہ افغانستان میں ایسی حکومت بنے، افغانستان میں ایسے لوگ آئیں جو ہمیں پسند ہوں۔ یہ کبھی نہیں ہوگا اور نہ یہ ہو سکتا ہے۔ اگر کوئی آپ کے لیے یہ سوچے تو آپ پر کیا گزرے گی؟ لہٰذا انہوں نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں کہ افغانستان میں انشاء اللہ ہمارے جہادی۔۔۔ جناب! آپ انہیں expunge کر دیں۔

(جاری)

T14-28OCT11 ZAFAR/Ed.Javaid UR6 1230 PM

زاہد خان---لہذا انہوں نے جو wording استعمال کی کہ افغانستان میں ہمارے جہادی انشاء اللہ --- جناب! please آپ اس کو expunge کر دیں۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ کل اگر کوئی افغانستان سے اٹھ کر یہ بات کرتا ہے تو ہم اس کا کیا جواب دیں گے؟

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، میرا خیال ہے----

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: مجھے جواب دینے کی اس لیے ضرورت پڑی ہے---

جناب چیئرمین: یہ تو debate start ہو گئی ہے، point of order تو نہیں رہا۔ ٹھیک ہے آپ کا اور زاہد صاحب کا مؤقف آ گیا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: میں نے قطعاً یہ نہیں کہا لیکن یہ امریکہ کے حواری جو میرے ملک کو تباہ کرنے کے درپے ہیں، وہ اس کو defend کر رہے ہیں۔ میں ہر قسم کی---

جناب چیئرمین: پڑوسی ملک کی حکومت کے خلاف جو بات بھی کی گئی ہے، اس کو expunge کیا جاتا ہے۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: ہم ہر قسم کے terrorism کی مذمت کرتے ہیں لیکن اس کے لیے---

Mr. Chairman: We can not talk against our neighbours.

ان کی حکومت ہے، ان کے خلاف کسی نے کوئی بھی بات کی ہے، وہ expunge کی جاتی ہے۔ راجہ ظفر الحق صاحب۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب چیئرمین! میں حاجی عدیل صاحب اور باقی ارکان کے بیانات کو ساتھ ملاتے ہوئے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ افغانستان کے صدر جناب حامد کرزئی صاحب نے پاکستان کے بارے میں جن اچھے خیالات کا اظہار کیا تھا، پاکستان کے اندر اس کی پذیرائی ہوئی اور ہونی بھی چاہیے۔ ہمیں ذرا ذرا سی بات پر اور اپنے ہمسایوں کے بیانات پر شدید تنقید سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ہم جن حالات میں ہیں اور یہ حالات نہ بھی ہوتے تو کسی ملک کو یہ سہولت حاصل نہیں ہوتی کہ وہ اپنے ہمسائے چن سکے۔ اگر ہم اس خطے میں افغانستان کے پڑوسی ہیں تو افغانستان کے ساتھ بہترین تعلقات رکھنا، افغانستان میں امن اور stability قائم ہونا خود پاکستان کے اپنے مفاد میں ہے۔ اس لیے وہاں سے اگر کوئی اچھی آواز آتی ہے تو ہمیں اس کو welcome کرنا چاہیے اور الفاظ کے جوڑ توڑ سے اس کو قطعاً condemn نہیں کرنا چاہیے۔ ان کے لیے آسانیاں پیدا کرنی چاہییں۔ میں نے ان کا interview سنا ہے، مجھے خوشی ہوئی لیکن وہ جن

pressures میں رہ رہے ہیں، ان کو بھی سامنے رکھنا چاہیے کہ کس وجہ سے ان کا یہ بیان--- انہوں نے تو نہیں کہا لیکن دوسروں نے کہا کہ یہ ان کے الفاظ تھے یا نہیں تھے لیکن انہوں نے اپنے پہلے interview میں جو الفاظ کہے، ہم ان کے جذبات کی قدر کرتے ہیں اور ہمیں اس پر believe کرنا چاہیے۔ جب تک افغانستان میں امن قائم نہیں ہو گا، وہاں stability نہیں ہو گی، میں کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان میں بھی stability اور امن نہیں ہو گا۔ یہ دونوں ممالک اس طرح ہیں جیسے twins ہوتے ہیں۔

جناب چیئرمین: راجہ صاحب، نماز کا وقت ہو گیا ہے۔

سینیٹر راجہ محمد ظفر الحق: جناب! دوسری بات جو میں کہنا چاہتا تھا وہ یہ ہے کہ محتسب اعلیٰ کا ادارہ ایک قانونی اور آئینی ادارہ ہے۔ وہ لوگوں کو ایک alternative route دیتا تھا، جس کے ذریعے لوگ بغیر زیادہ خرچ کے ایک درخواست کے ذریعے انتظامیہ کی طرف سے ہونے والی تکلیفوں کا ازالہ کروا سکتے تھے۔ ایک طویل عرصے سے وہ عہدہ خالی پڑا ہوا ہے، اس لیے میں حکومت سے appeal کروں گا کہ اس کو پُر کریں تا کہ لوگوں کو وہ سہولت میسر آ سکے۔

Mr. Chairman: Thank you. Now the House stands adjourned to meet again on Monday the 31st October 2011 at 04:00 pm.

[The House was then adjourned to meet again on Monday, 31st October, 2011 at 04:00 p.m.]